18

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
www.tanzeem.org
تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلسل اشاعت کا
35واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

24 ذوالقعدہ تا یکم ذوالحجہ 1447ھ / 12 تا 18 مئی 2026ء

اس شمارے میں

جنگ کا منتظم یا ہو ہی ہے!

زوالِ اُمّت کی حقیقی وجہ:
جہاد سے دوری

گلوبل صمود فلوٹیلا 3

تزکیۂ نفس

سوشل میڈیا کا سانپ

سمندری کھیل جاری ہیں!

حج کا فلسفہ

اسلامی فلسفۂ زندگی اور اسلامی قانون و احکام دنیا کے لیے نعمت غیر مترقبہ ہیں، جنہیں اپنا کر دنیا کے تمام غموں سے چھٹکارا پایا جاسکتا ہے اور صرف آخرت ہی نہیں، اس زندگی کو بھی قابل رشک بنایا جاسکتا ہے۔ قرآن وسنت سے دوری کی وجہ سے صرف مسلمان ہی اس کی خیر و برکت سے محروم نہیں ہوئے بلکہ پوری انسانیت اس چشمہ حیات کے فیوض و برکات سے محروم ہوگئی۔ حج کی صورت میں مسلمانوں کا عظیم الشان اجتماع مقرر ہوا تا کہ دور دراز کے مسلمان، عوام وخواص مختلف رنگوں، نسلوں، زبانوں کے بولنے والے، مختلف الانواع تہذیب وثقافت، تمدن کے حامل، مگر ایک دین کے پیروکار اس عالمی اجتماع میں ایک دوسرے سے ملیں۔ باہمی تعارف ہو، ایک دوسرے کے مسائل ومشکلات سے آگاہ ہوں اور یہی ان کا بین الاقوامی مرکز قرار پائے۔ حج ایک ایسی عبادت ہے جس میں اتحاد، یقین اور نظم کے فوائد نہ صرف امت مسلمہ کے لیے بلکہ تمام دنیا کے لیے پنہاں ہیں۔ اس سے یقین محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم کے انوار کی خیرات بٹتی ہے مگر ہم پر ایسے اندھے و بہرے حکمران اور شیطانی سائے مسلط ہیں، جن سے ہم ان انوار و برکات سے خود ہی محروم ہیں، دوسروں کو کیا دیں گے۔ آج اُمّت کہاں اور کس حال میں ہے۔ ہمارے حاکم ہمارے خادم ہیں یا مخدوم......؟ دور و نزدیک سے عوام کی آواز بااختیار لوگوں تک پہنچتی ہے یا راہوں میں ہی بھٹکتی ہے......؟ مظلوم کی ہر سطح پر دادرسی ہو رہی ہے یا ظالم کو تحفظ اور مظلوم کو دھتکارا جاتا ہے......؟

آج مسلمانوں پر آمریت، ملوکیت اور جمہوری قباء میں شہنشاہیت کی بدترین شیطانی قوتیں مسلط ہیں۔ یہ ہمارا نظام ملوکیت ہے جو سامراج کے نسلی جدی پشتی غلاموں نے ہم پر مسلط کر رکھا ہے۔ یہ اُن کے لیے غلام جبکہ عوام کے لیے بادشاہ بنے بیٹھے ہیں۔ دعا کیجیے کہ اسلام کا نظامِ عدلِ اجتماعی ہمارے جیتے جی قائم ہوجائے اور دنیا سے ظلم کا خاتمہ ہو اور حج و دیگر احکام شرع کے نتائج وثمرات سے عوام کی قسمت چمک اُٹھے اور رنجیدہ چہروں پر خوشی کے انوار ورونق نمودار ہو۔

مفتی عبدالقیوم خان
فلسفہ حج و قربانی

مسجدِ اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!

قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے والوں کا انعام اور نہ کرنے والوں کا انجام

سُوۡرَۃُ لُقۡمٰن | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت: 7 تا 9

وَ اِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡہِ اٰیٰتُنَا وَلّٰی مُسۡتَکۡبِرًا کَاَنۡ لَّمۡ یَسۡمَعۡہَا کَاَنَّ فِیۡۤ اُذُنَیۡہِ وَقۡرًا ۚ فَبَشِّرۡہُ
بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ ﴿۷﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَہُمۡ جَنّٰتُ النَّعِیۡمِ ﴿۸﴾
خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا ؕ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقًّا ؕ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۹﴾

آیت:۷ ﴿وَاِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡہِ اٰیٰتُنَا وَلّٰی مُسۡتَکۡبِرًا﴾ ''جب اسے سنائی جاتی ہیں ہماری آیات تو وہ پیٹھ موڑ کر چل دیتا ہے استکبار کرتے ہوئے''

﴿کَاَنۡ لَّمۡ یَسۡمَعۡہَا کَاَنَّ فِیۡۤ اُذُنَیۡہِ وَقۡرًا ۚ﴾ ''جیسے کہ اُس نے انہیں سنا ہی نہیں' گویا اُس کے کانوں میں بوجھ ہے۔''

گویا وہ بہرا ہے اور جو کچھ اللہ کے رسول ﷺ نے اُسے سنایا ہے اُس نے وہ سنا ہی نہیں۔

﴿فَبَشِّرۡہُ بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ ﴿۷﴾﴾ ''تو (اے نبی ﷺ!) آپ اُس شخص کو دردناک عذاب کی بشارت دے دیجیے۔''

تاویل خاص کے اعتبار سے دونوں آیات مذکورہ شخص نضر بن حارث جو رُؤسائے کفار میں سے تھا، کے بارے میں ہیں اور ان میں عذاب کے حوالے سے اسی کا ذکر ہے۔ (اس نے مسلمانوں کو دین سے گمراہ کرنے کے لیے ایک گانے اور ناچنے والی لونڈی خریدی تھی۔)

آیت:۸ ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَہُمۡ جَنّٰتُ النَّعِیۡمِ ﴿۸﴾﴾ ''یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک اعمال کیے اُن کے لیے نعمتوں بھرے باغات ہیں۔''

آیت:۹ ﴿خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا ؕ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقًّا ؕ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۹﴾﴾ ''وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے جو سچا ہے۔ اور وہ زبردست ہے حکمت والا۔''

حلال روزی کمانا فرائض میں سے ہے

عَنۡ عَبۡدِ اللّٰہِ بۡنِ مَسۡعُوۡدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ: ((طَلَبُ کَسۡبِ الۡحَلَالِ فَرِیۡضَۃٌ بَعۡدَ الۡفَرِیۡضَۃِ)) (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''حلال روزی حاصل کرنے کی فکر و کوشش (دیگر) فرض کے بعد فریضہ ہے۔''

تشریح: اکثر شارحین نے حدیث کا مطلب یہ بیان کیا ہے، نماز، روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ اسلام کے اولین اور بنیادی ارکان و فرائض ہیں۔ ان کی ادائیگی پر بندہ اجر و ثواب کا مستحق ہے۔ البتہ درجہ اور مرتبہ میں ان کے بعد حلال روزی حاصل کرنے کی فکر اور کوشش بھی ایک اسلامی فریضہ ہے۔ اور اس میں مشغول ہونا عین عبادت اور موجب ثواب ہے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

24 ذوالقعدہ تا یکم ذوالحجہ 1447ھ جلد 35
12 تا 18 مئی 2026ء شمارہ 18

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: رضاء الحق

مجلس ادارت: ◉ فرید اللہ مروت ◉ محمد رفیق چودھری ◉ وسیم احمد باجوہ ◉ خالد نجیب خان

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
’’دارالاسلام‘‘ ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
’’مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن‘‘ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

’’ادارہ‘‘ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
رضاء الحق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جنگ کا منتظم ہو رہا ہے!

امریکہ اور ایران کے درمیان جاری سفارتی عمل نہایت نازک مگر فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔ بظاہر دونوں اطراف سے کشیدگی اور مفاہمت کے متضاد عناصر بیک وقت کارفرما تھے۔ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے مذاکرات کو ’’مثبت‘‘ قرار دیا اور اکثر دانشور حضرات و خواتین کی جیسے باچھیں ہی کُھل گئیں۔ البتہ امریکی اور اُس سے بڑھ کر اسرائیلی تاریخ پر گہری نظر رکھنے والے کہتے رہے کہ یہ محض نظر کا دھوکہ ہے اور فریقین کے درمیان بداعتمادی کی خلیج بدستور موجود ہے اور ہو بھی کیوں نہ؟ کم و بیش ایک صدی قبل جب یورپ کے امیر اور طاقتور ترین صہیونی خاندان یورپ کی پُرتعیش زندگی کو خیرآباد کہہ کر عرب (فلسطین) کے ریگزار میں تل ابیب کا شہر بسانے آئے تھے اور اپنے ’’روحانی‘‘ اور ’’تاریخی‘‘ مشن کی بنیاد رکھی تھی تو یہ ایک بہت بڑی ’’قربانی‘‘ تھی۔ گزشتہ ایک صدی کے دوران صہیونیوں نے جس قدر قربانیاں دی ہیں، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اب وہ اپنا ’’خدائی‘‘ مشن ترک کر دیں گے؟ بہرحال ایران کی جانب سے پاکستان کے توسط سے پیش کردہ چودہ نکاتی منصوبہ دراصل ایک جامع فریم ورک ہے، جس کا مقصد عارضی جنگ بندی کو ایک پائیدار امن میں تبدیل کرنا ہے۔ اس منصوبے میں مرحلہ وار اقدامات کے ذریعے آبنائے ہرمز کی بحالی، امریکی بحری ناکہ بندی کا خاتمہ، محدود سطح پر یورینیم افزودگی کی اجازت، اور بتدریج پابندیوں میں نرمی جیسے نکات شامل ہیں، جبکہ طویل المدتی سطح پر ایک وسیع علاقائی سکیورٹی نظام جس میں عرب ممالک بھی شامل ہوں گے، کے قیام کی تجویز بھی دی گئی ہے۔

دوسری جانب امریکہ نے ’’پروجیکٹ فریڈم‘‘ کے تحت آبنائے ہرمز میں پھنسے ہوئے جہازوں کو نکالنے کا اعلان کر کے طاقت کے استعمال کا عندیہ دیتے ہوئے سیڑھی کے پہلے ہی قدم پر روایتی دجل کا مظاہرہ کیا ہے۔ جس کے جواب میں ایران نے نہ صرف آبنائے ہرمز میں امریکی جہازوں کو نشانہ بنایا بلکہ متحدہ عرب امارات کی فجیرہ بندرگاہ پر حملہ کر کے تیل کی ترسیل کے متبادل راستوں و منصوبوں کو ایک zero sum game کھیل کر خطرے میں ڈال دیا ہے۔ ایران کا یہ بھی دوٹوک مؤقف ہے کہ وہ اپنے جوہری ڈھانچے کو ختم نہیں کرے گا، اس تنازع کے بنیادی اختلاف کو نمایاں کرتا ہے، جبکہ امریکی قیادت کی جانب سے ممکنہ فوجی کارروائی کے اشارے صورتِ حال کی نزاکت کو مزید بڑھاتے ہیں۔ ایرانی قیادت نے بھی واضح کیا ہے کہ امریکہ کے سامنے اب دو ہی راستے ہیں: یا تو ایک مشکل اور غیر یقینی جنگ، یا ایک ایسا معاہدہ جو شاید اس کی تمام شرائط پر پورا نہ اترے۔ اس تمام تناظر میں پاکستان کا ثالثی کردار قابلِ ذکر ہے، جس نے فریقین کے درمیان رابطے کو ممکن بنایا، اگرچہ ایران کی جانب سے امریکی نیت پر شکوک و شبہات اس عمل کی پیچیدگی کو ظاہر کرتے ہیں۔ مجموعی طور پر یہ صورتِ حال اس امر کی عکاسی کرتی ہے کہ اگرچہ امن کے لیے ایک قابلِ عمل خاکہ موجود ہے، تاہم اس کے عملی نفاذ کا انحصار فریقین کی سیاسی بصیرت، باہمی اعتماد کی بحالی، حقیقی معنوں

میں مفاہمت پر آمادگی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ امریکہ کے آقا اسرائیل کے رضامند ہونے پر ہے، جو ہمارے نزدیک ممکن نہیں۔ اسرائیل تو پوری دنیا میں آگ اور خون کا کھیل کھیلنا چاہتا ہے۔ اُس کی تالمودی تعلیمات یہی ہیں!

ایران کی حکمت عملی کا باریک بینی سے تجزیہ کیا جائے تو پہلا نمایاں پہلو یہ سامنے آتا ہے کہ وہ ''عارضی جنگ بندی'' کے بجائے اس کے ''مکمل خاتمے'' پر زور دیتا ہے۔ اس مقصد کے لیے وہ امریکہ اور اسرائیل دونوں سے عدم جارحیت کی ضمانت چاہتا ہے، جبکہ خود بھی حملے روکنے کی پیشکش کرتا ہے۔ ساتھ ہی آبنائے ہرمز کی بحالی، امریکی بحری ناکہ بندی کا خاتمہ، اور خطے سے امریکی افواج کی واپسی جیسے مطالبات اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ ایران محض دفاعی نہیں بلکہ اسٹریٹجک برتری کو مستحکم کرنا چاہتا ہے۔

دوسرے مرحلے میں ایران نے نہایت محتاط توازن اختیار کیا ہے: وہ محدود سطح (3.6 فیصد) تک یورینیم افزودگی جاری رکھنے کا حق برقرار رکھنا چاہتا ہے، مگر ساتھ ہی پابندیوں کے خاتمے، منجمد اثاثوں کی واپسی اور اقتصادی بحالی کا مطالبہ بھی کرتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایران اس معاہدے کو صرف سکیورٹی نہیں بلکہ اقتصادی نجات کے ایک موقع کے طور پر دیکھ رہا ہے۔ تاہم یہی نکتہ امریکہ کے لیے سب سے بڑا اختلافی پہلو ہے، کیونکہ واشنگٹن ایران کے جوہری پروگرام کو مکمل طور پر محدود یا ختم کرنا چاہتا ہے۔

تیسرے مرحلے میں ایران کا وژن مزید وسیع ہو جاتا ہے، جہاں وہ عرب ممالک کے ساتھ ایک نئے علاقائی سکیورٹی نظام کی تشکیل کی بات کرتا ہے۔ یہ دراصل مشرقِ وسطیٰ میں طاقت کے توازن کو ازسرنو ترتیب دینے کی کوشش ہے، جس میں ایران خود کو ایک مرکزی اور جائز فریق کے طور پر منوانا چاہتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا ڈونلڈ ٹرمپ (یعنی یاہو کا غلام) اس منصوبے کو قبول کرے گا؟ شواہد اس کے برعکس اشارہ دیتے ہیں۔ ٹرمپ نے نہ صرف اِس منصوبے پر تشکوک کا اظہار کیا بلکہ یہ بھی کہا کہ وہ اِسے ''قابلِ قبول تصور نہیں کرتا،'' خصوصاً اس لیے کہ ایران نے اپنے جوہری پروگرام سے دستبرداری پر آمادگی ظاہر نہیں کی۔ مزید برآں، امریکہ کی بنیادی ترجیح آبنائے ہرمز پر کنٹرول اور ایران کی جوہری صلاحیت کا خاتمہ ہے، جبکہ ایران ان دونوں معاملات میں پسپائی کے لیے تیار نہیں۔ اس تناظر میں یہ کہنا زیادہ قرینِ قیاس ہے کہ کسی پائیدار امن کا معاہدہ ہونے کا امکان تقریباً صفر ہے۔

اگر فرض کیا جائے کہ کسی حد تک یہ معاہدہ طے پا جاتا ہے، تو اسرائیل کا ردِعمل غالباً سخت اور تشویش پر مبنی ہوگا۔ اسرائیل کی سکیورٹی پالیسی کی بنیاد ہی ایران کو ایک وجودی خطرہ تصور کرنے پر قائم ہے۔ ایسے میں اگر ایران کو جوہری پروگرام جاری رکھنے، پابندیوں سے نجات حاصل کرنے، اور علاقائی سطح پر بطور طاقت تسلیم کیے جانے کا موقع ملتا ہے، تو یہ اسرائیل کے لیے اسٹریٹجک دھچکا ہوگا۔ اسرائیل ممکنہ طور پر یا تو امریکہ پر مزید دباؤ ڈالے گا، یا خود یکطرفہ کارروائیوں کا راستہ اختیار کر سکتا ہے کیونکہ صہیونیوں کے لیے گریٹر اسرائیل کا منصوبہ اس قدر عزیز ہے کہ وہ اس کی تکمیل کے لیے کسی بھی حد تک جا سکتے ہیں، امریکہ کی کیا حیثیت!

یہ بھی ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ ایران بہانہ اور پاکستان اصل نشانہ ہے لہٰذا اسرائیل کو جنگ بندی اور امن معاہدوں سے کوئی دلچسپی نہیں۔ امریکہ، اسرائیل کی ایران کے خلاف جنگ نے فلسطین، غزہ اور مسجدِ اقصیٰ کے معاملے کو خبروں میں پیچھے دھکیل دیا ہے جبکہ حقیقت میں آئے روز صہیونی آباد کار سرکاری سرپرستی میں مسجدِ اقصیٰ پر دھاوا بولتے ہیں اور اب تو یہ خبریں بھی سامنے آ رہی ہیں کہ مسجدِ اقصیٰ کے نیچے ''کھدائی'' کا کام کافی حد تک مکمل ہو چکا ہے جو عالمِ اسلام کے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مسجدِ اقصیٰ ہمارے ایمان، تاریخ اور اجتماعی شناخت کا اہم ستون ہے۔ لہٰذا مسجدِ اقصیٰ کے نیچے کھدائی کی مصدقہ اطلاعات کا اثر محض عمارت کے نقصان (خدانخواستہ) تک محدود نہیں رہتا بلکہ صہیونیوں کی یہ مذموم حرکت پوری امتِ مسلمہ کی جذباتی اور روحانی فضا کو متاثر کرتی ہے۔ ہمارے نزدیک یہ لمحہ غفلت کا نہیں، بلکہ اس ابلیسی منصوبے کو روکنے کے لیے منظم عملی ذِمہ داری کا ہے۔ ہمیں مسجدِ اقصیٰ کے تحفظ کے ساتھ محض جذباتی وابستگی ہی نہیں منظم عملی طرزِ عمل اپنانا ہوگا جس میں وقت آنے پر ظالموں کے خلاف قتال بھی شامل ہوگا۔ ان شاء اللہ!

مملکتِ خداداد پاکستان کا حق و باطل کی اس کشاکش میں انتہائی اہم کردار ہے، آج بھی اور مستقبل کے خراسان میں بھی۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ مملکت کے ذِمہ داران کو اس معاملے کی اہمیت کا صحیح ادراک عطا فرمائے اور مسلمانانِ پاکستان کو ''حزب اللہ'' (اللہ کی پارٹی) میں شامل فرمائے۔ آمین!

❁❁❁

زوالِ اُمّت کی حقیقی وجہ: جہاد سے دوری

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے یکم مئی 2026ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیاتِ قرآنی کے بعد!

آج ہم ان شاء اللہ سورۃ التوبہ کی آیت 24 کا مطالعہ کریں گے۔ اس کے علاوہ یوم مزدور اور گلوبل صمود فلوٹیلا کے حوالے سے بھی کچھ گزارشات پیش کرنا مقصود ہیں۔ الدین النصیحۃ کے نبوی ارشاد کے تحت اہل اقتدار کو کچھ نصیحت کرنا بھی مقصود ہے کیونکہ منبر رسول ﷺ سے حکمرانوں کو نصیحت کرنا ہمارے اسلاف کا بھی طرزِ عمل رہا ہے۔ قرآن مجید بھی ہم سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا تقاضا کرتا ہے۔ سورۃ التوبہ کی آیت 24 میں فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ﴾

”(اے نبی ﷺ! ان سے) کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں (اور بیویوں کے لیے شوہر)، تمہارے رشتہ دار اور وہ مال جو تم نے بہت محنت سے کمائے ہیں، اور وہ تجارت جس کے مندے کا تمہیں خطرہ رہتا ہے، اور وہ مکانات جو تمہیں بہت پسند ہیں، (اگر یہ سب چیزیں) تمہیں محبوب تر ہیں اللہ، اُس کے رسول اور اس کے راستے میں جہاد سے، تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ سنا دے۔“

قرآن مجید کا یہ مقام دلوں کو دہلا دینے والا ہے بشرطیکہ اس کی تلاوت بندہ سمجھ کر کرے اور دل میں ہدایت کی تڑپ اور طلب بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝﴾ (الانفال)

”حقیقی مؤمن تو وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل لرز جاتے ہیں اور جب انہیں اُس کی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے، اور وہ اپنے رب ہی پر توکل کرتے ہیں۔“

پھر دوسری جگہ فرمایا:

﴿لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ﴾ (الحشر:21)

”اگر ہم اس قرآن کو اُتار دیتے کسی پہاڑ پر تو تم دیکھتے کہ وہ دب جاتا اور پھٹ جاتا اللہ کے خوف سے۔“

آج ہمیں غور کرنا چاہیے کہ قرآن مجید کی آیات کا ہمارے دلوں پر کچھ اثر ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو پھر ہم

مرتب: ابوابراہیم

کیسے مسلمان ہیں اور کیسا دعویٰ ایمان ہے؟ سورۃ التوبہ کی زیر مطالعہ آیت کے متعلق ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرمایا کرتے تھے کہ یہ ایک ترازو ہے جس میں بندہ اپنے دعویٰ ایمان کو تول سکتا ہے۔ اس ترازو کے ایک پلڑے پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و محبت اور اللہ کی راہ میں جہاد کی خواہش کو رکھے اور دوسرے میں اپنے بیوی بچوں، والدین، بھائی بہنوں، رشتہ داروں، تجارت، مال و دولت، مکانات و جائیداد کی محبت رکھے اور دیکھے کہ کونسا پلڑا بھاری ہے۔ اگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و محبت اور اللہ کی راہ میں جہاد سے یہ سب چیزیں زیادہ عزیز ہیں تو پھر ہمیں اللہ کے فیصلے سے ڈرنا چاہیے کہ دنیا میں ہی کوئی مصیبت اور ذلت و رسوائی آن پکڑے۔

یہاں پیشن گوئی نہیں کی جا رہی بلکہ واضح طور پر رب کی طرف سے وارننگ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور اللہ کی راہ میں جہاد نہیں کر رہے تو پھر ہم پر ذلت و رسوائی آنی ہی آنی ہے۔ اللہ کا یہ فیصلہ آخرت میں تو صادر ہوگا ہی لیکن دنیا میں بھی ایک عذاب کی صورت میں نازل ہو سکتا ہے۔

زیر مطالعہ آیت فتح مکہ سے قبل نازل ہوئی اور اس میں اہل ایمان کو مکہ کے کفار و مشرکین کے خلاف جہاد کی ترغیب دی گئی۔ اہل ایمان اسلام قبول کرنے کے بعد مدینہ ہجرت کر گئے لیکن مکہ مکرمہ میں اب بھی کسی کا والد موجود تھا، کسی کا بھائی، کسی کا کوئی اور قریبی رشتہ دار۔ اسی طرح زمین و جائیداد اور کاروبار و تجارت کے معاملات بھی تھے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی جانب سے واضح فیصلہ آ گیا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم ہر چیز سے بالاتر رہے گا اور اللہ کی راہ میں جہاد میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں بننی چاہیے، یہاں تک کہ ماں باپ، بیوی بچوں اور قریبی رشتہ داروں کی محبت بھی نہیں۔ یہ بہت بڑا امتحان تھا جس میں صحابہ کرام ؓ کامیاب ہوئے۔

یہ امتحان تمام اہل ایمان کے لیے بھی ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی راہ میں جہاد کرنے میں دنیا کی کسی بھی چیز کی محبت رکاوٹ نہ بنے۔ یعنی اللہ کے رسول ﷺ کا مشن ہی زندگی کا اولین مقصد ہو اور اس مشن کی محبت بیوی بچوں اور والدین سمیت ہر چیز سے بالاتر ہو۔ آج ہم بھی ہم اپنے دل میں یہ ترازو لگا کر دیکھیں کہ کیا ہم اس معیار پر پورا اُتر رہے ہیں؟ آج ہماری ترجیحات کیا ہیں؟ کسی کے ماتھے پر نہیں لکھا ہوتا کہ وہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور نہ ہی کوئی سرٹیفکیٹ کسی کے پاس ہوتا ہے۔ یہ تو قلبی معاملہ ہے اور اس کا اظہار عمل میں ہوتا ہے۔

جہاد کا لفظ کبھی کبھی قتال کے معنی میں بھی آتا ہے لیکن ہمیشہ اس کے معنی قتال نہیں ہوا کرتے۔ جہاد ایک وسیع اصطلاح ہے جس کا اصل مفہوم اللہ کی راہ میں جدوجہد کرنا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا گیا: یارسول اللہ ﷺ! سب سے افضل جہاد کونسا ہے؟ فرمایا:

((ان تجاهد نفسك فى طاعة الله)) ''اللہ کی اطاعت میں اپنے نفس کے خلاف جہاد کرنا۔''

یعنی اپنے نفس کو اللہ کے احکامات کا تابع بنانا۔ یہ اولین کام ہے۔ اگر اپنے نفس اور اپنی خواہشات کو ہی اللہ کے تابع نہیں کر سکا تو پھر اللہ کی راہ میں کسی اور کے خلاف جہاد کیا کرے گا؟ اگر ہمارا ایمان ہمیں فجر کی نماز کے لیے کھڑا نہیں کر رہا تو باطل کے خلاف کیسے ہم کھڑے ہوں گے؟ اسی طرح نفس بندے کو اُکساتا ہے کہ رشوت لو، تھوڑا حرام کما لو، اچھا گھر بنا اور اچھی گاڑی لے لو، بچوں کی اعلیٰ تعلیم کے لیے، بچیوں کے اعلیٰ رشتوں کے لیے تھوڑا سٹیٹس بڑھا لو اس کے بعد حج بھی کر لینا، عمرے بھی کر لینا اور حرام چھوڑ دینا۔ اسی دوران اگر موت آ گئی تو بندہ آخرت میں اللہ کو کیا جواب دے گا کہ زندگی کس چیز کی محبت میں گزاری اور کس کی محبت میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے باغیانہ روش اختیار کی؟ لہٰذا عمل بتائے گا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت دل میں ہے یا نہیں۔ اگر دنیا و مافیہا کی محبت پر اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت غالب ہے تو یہی جہاد ہے۔ یعنی اللہ کی بندگی ہی جہاد ہے اور یہ جہاد پوری زندگی میں مطلوب ہے۔

ختم نبوت کے بعد اللہ کی بندگی والے نظام کو قائم کرنے کی جدوجہد کرنا اس اُمت کی ذِمّہ داری ہے اور یہ اللہ کے دین کا تقاضا ہے۔ اس جدوجہد میں کہیں قتال کا مرحلہ بھی آ سکتا ہے۔ تاہم اس کی بھی شرائط ہیں۔ جہاں مقابلہ کلمہ گو مسلمانوں سے ہوگا تو وہاں جان لینے کی بات نہیں کی جائے گی بلکہ جان دینے کی بات کی جائے گی۔ لیکن جہاں مقابلہ کفار اور مشرکین سے ہوگا تو وہاں قتال کے دوران اگر مقابلے میں بھائی یا باپ بھی ہوگا تو اس کی محبت اللہ کی راہ میں جہاد پر حاوی نہیں ہونی چاہیے اور نہ ہی دنیا کی کوئی اور محبت اللہ کی راہ میں جہاد میں رکاوٹ بنے، نہ کاروبار اور تجارت رکاوٹ بنے۔ دنیا کی یہ ساری محبتیں بھی امتحان ہیں، جن کے پاس زیادہ ہے ان کے لیے زیادہ بڑا امتحان ہے، جن کے پاس کم ہے، ان کے لیے کم امتحان ہے۔ ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ﴾ (البقرۃ:165)

''اور جو لوگ واقعتاً صاحب ایمان ہوتے ہیں ان کی شدید ترین محبت اللہ کے ساتھ ہوتی ہے۔''

ہمارا خالق و مالک، ہمارا رازق اللہ ہے، 70 ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے، اُس کی رحمت کے 100 حصے ہیں، 99 حصے اپنے پاس رکھے ہیں جبکہ 1 حصہ مخلوق کو دیا ہے۔ ساری مخلوقات میں جتنی شفقت، محبت، مودت، رحمت، نرمی وغیرہ دکھائی دے رہی ہے، یہ اُسی ایک حصے کا ظہور ہے، اندازہ کیجیے کہ اللہ کی رحمت کا عالم کیا ہوگا؟ فرمایا:

﴿فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۱۸﴾ (الرحمٰن)

''تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں اور قدرتوں کا انکار کرو گے؟''

بندہ اللہ تعالیٰ کی نوازشوں اور نعمتوں کو شمار کرنا چاہے تو ہرگز شمار نہ کر پائے گا۔ اسی لیے سب سے زیادہ محبت اللہ سے ہونی چاہیے۔ قرآن مجید میں حضرت نوح علیہ السلام کے یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں: ﴿مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۝۱۳﴾ (نوح) ''تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی عظمت کے امیدوار نہیں ہو؟''

آج حکومت کہتی ہے کہ ہماری ایک ریڈ لائن ہے، ادارے کہتے ہیں کہ ہماری ایک ریڈ لائن ہے، سیاسی جماعتیں بھی یہی کہتی ہیں کہ ہماری فلاں ریڈ لائن ہے، سب کو اپنی ریڈ لائن کی فکر ہے، کیا اللہ کی ریڈ لائن کی بھی کسی کو فکر ہے؟ دنیا میں ہم جس سے محبت کرتے ہیں، اُس کے ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھاتے ہیں، جان تک قربان کرنے کی باتیں ہوتی ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ سب سے بڑھ کر محبت اللہ سے ہونی چاہیے اور اس محبت کا تقاضا ہے کہ بندہ اپنا سب کچھ اللہ کے لیے وقف کر دے:

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۶۲﴾ (الانعام) ''آپ کہیے میری نماز میری قربانی میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔''

تمام تر محنت اور جدوجہد اللہ کے لیے ہونی چاہیے۔ مطلوب اوّل اور مقصودِ اوّل اللہ کی ذات ہونی چاہیے۔ اللہ کے لیے سب کچھ کھپا دینے کی تڑپ ہونی چاہیے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے جب اسلام قبول کیا تو اُن کی والدہ نے بھوک ہڑتال کر دی۔ کہا اگر محمد (ﷺ) کا دین نہیں چھوڑے گا تو میں تادم مرگ کچھ نہیں کھاؤں گی۔ فرمایا: ماں! اگر تیری سو جانیں ہوں اور ایک ایک کر کے سب نکل جائیں تب بھی میں محمد ﷺ کا دین نہیں چھوڑوں گا۔ اللہ کے بعد اللہ کے رسول ﷺ کی محبت بھی ہر چیز پر غالب ہونی چاہیے۔ قرآن میں فرمایا: ﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾ (الاحزاب 6) ''یقیناً نبیؐ کا حق مومنوں پر خود اُن کی جانوں سے بھی زیادہ ہے''

ایک ترجمانی یہ بھی ہے کہ ایک مسلمان کا اپنے وجود پر جتنا اختیار ہے، اس سے بڑھ کر اختیار رسول اللہ ﷺ کا ہے، آپ ﷺ کے حکم پر اپنی زندگی کھپا دینا، اپنی جان قربان کر دینا ایمان کا حصہ ہے۔ صحابہ کرام ؓ ایسے ہی نہیں کہتے تھے: یا رسول اللہ ﷺ! آپ پر ہمارے ماں باپ قربان۔ اُنہوں نے عملی طور پر یہ ثابت کر کے دکھایا۔ اپنی جان، اپنے والدین، اپنی ہر محبت سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ سے محبت کی۔ آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا: اے عمر! جب تک تمہارے نزدیک میں تمہاری جان سے بڑھ کر محترم، عزیز، مقدم اور محبوب نہ ہو جاؤں تب تک تمہارا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔ کس کو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے کتنی محبت ہے؟ اس کا پتا جہاد سے چلے گا۔ اگر کوئی واقعی اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے تو وہ اپنی جان، مال، اولاد، ماں باپ، کاروبار، رشتہ دار ہر چیز پر اللہ کی راہ میں جہاد کو ترجیح دے گا۔ فرمایا: ﴿وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝۱۰۲﴾ (آل عمران) ''اور تمہیں ہرگز موت نہ آنے پائے مگر فرمانبرداری کی حالت میں۔''

مرتے دم تک جو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کا فرمانبردار رہے گا وہی اس امتحان میں کامیاب ہوگا۔ جامع ترمذی کی روایت ہے کہ مومن وہ ہے جسے دیکھ کر اللہ یاد آئے۔ اسی طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ اُمتی وہ ہے جس کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ یاد آئیں۔ آج ہم سب اپنا جائزہ لیں کہ کیا ہمیں دیکھ کر کسی کو رسول اللہ ﷺ یاد آتے ہیں؟ کیا ہمارے اعمال اور ہمارے طرزِ عمل کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنے والے ہیں؟ جہاد کا عمل ایک ایسا عمل ہے جس سے پتا چلے گا کہ ہم اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے کتنی محبت کرتے ہیں۔ جہاد ایک جامع اصطلاح ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے اس موضوع پر بہت سے خطابات بھی ہیں، کتابچے بھی ہیں۔ انہوں نے کچھ مغالطوں کو دور بھی کیا ہے۔ جیسا کہ عام طور پر جنگ اور جہاد کو برابر سمجھ لیا جاتا ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے، جہاد اللہ کے دین کے لیے جدوجہد کا نام ہے، اس کا آغاز اپنے نفس سے ہوتا ہے، پھر دوسروں کو دین کی دعوت دینا، اقامت دین کی جدوجہد میں شامل ہونا بھی جہاد ہے۔ اس جہاد کا اصل مقصد اللہ کے رسول ﷺ کے مشن میں حصہ لینا ہے جو کہ یہ تھا کہ:

﴿لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ (الصف:9)

''تاکہ غالب کر دے اس کو پورے نظام زندگی پر۔''

اس مشن میں ہمارا کتنا حصہ ہے، اس سے پتا چلے گا

کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے ہمیں کتنی محبت ہے۔
اگر ایسا نہیں ہے تو پھر اللہ فرماتا ہے کہ:
﴿فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ﴾ ''تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ سنا دے۔''

جہاد میں اللہ کے رسول ﷺ کا خون تک طائف کی گلیوں میں بہا ہے، اُحد میں 70 پیارے صحابہؓ کی جانیں گئی ہیں۔ آج ہم اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ ہماری زندگی میں جہاد فی سبیل اللہ کا رُخ نظر آتا ہے؟ آگے فرمایا:
﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ﴾
''اور اللہ ایسے فاسقوں کو راہ یاب نہیں کرتا۔''

قرآن میں جابجا ذکر ہے کہ ہدایت کن لوگوں کو ملتی ہے۔ سورۃ العنکبوت کی آخری آیت میں فرمایا: ﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ (العنکبوت:69) ''اور جو لوگ ہماری راہ میں جدوجہد کریں گے، ہم لازماً ان کی راہنمائی کریں گے اپنے راستوں کی طرف۔''

ہم جنت میں داخلے تک ہدایت کے محتاج ہیں لیکن یہ تب ملے گی جب ہم جہاد میں حصہ لیں گے۔ وسیع تر معنی میں اللہ کی بندگی کرنا، اللہ کی بندگی کی دعوت دینا اور اللہ کی بندگی پر مبنی نظام کے قیام کی جدوجہد کرنا جہاد ہے۔ تنظیم اسلامی بھی اسی بات کی دعوت دیتی ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو زندگی کے تمام انفرادی اور اجتماعی گوشوں میں اپنا نفاذ چاہتا ہے۔ اپنی ذات پر اللہ کے دین کو نافذ کرنا، پھر دوسروں کو اس کی دعوت دینا اور پھر اجتماعی سطح پر دین کو نافذ کرنے کی جدوجہد کرنا ہمارا مشن ہے۔ یہی اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی کا مشن تھا۔ فرمایا: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب:21) ''(اے مسلمانو!) تمہارے لیے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ ہے۔''

آپ ﷺ کی 23 برس کی مسلسل محنت اور جدوجہد اسی مشن کے لیے تھی۔ آج ہم نے آپ ﷺ کی اس سب سے بڑی سنت کو چھوڑ دیا ہے، اسی وجہ سے ذلت و رسوائی کا شکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی معنوں میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فرمانبردار بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

یوم مزدور

یکم مئی کی چھٹی برسوں سے منائی جا رہی ہے۔ یورپ میں جب معیشت سرمایہ داروں کی مٹھی میں آ گئی تو انہوں نے مزدوروں کا استحصال کرنا شروع کیا۔ اس ظلم کے خلاف مزدور کھڑے ہوئے، یکم مئی 1886ء کو شکاگو میں اُن پر گولیاں چلائی گئیں، بہت سے مزدوروں کا خون بہایا گیا۔ اسی دن کی یاد میں چھٹی منائی جاتی ہے۔ لیکن مزدور بے چارا اس دن بھی استحصال کا شکار ہوتا ہے۔ وہ تو دہاڑی لگا کر رات کو گھر والوں کے لیے روٹی روزی مہیا کرتا ہے لیکن یکم مئی کو اسی مزدور کے نام پر فیکٹریاں، کارخانے بند ہو جاتے ہیں اور مزدور بے چارا اس دن اپنی دہاڑی سے محروم ہو جاتا ہے۔ یہ مغرب سے ہماری مرعوبیت کا عالم ہے۔ اسی طرح ہمارے ہاں سردیاں جنوری میں شدت اختیار کرتی ہیں لیکن ہم مغرب سے مرعوب ہو کر دسمبر کے آخر میں بچوں کو سکول کی چھٹیاں دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ سلسلہ انگریزی دور سے چلا آیا ہے۔

یکم مئی کی چھٹی بھی مغرب کی نقالی میں منائی جاتی ہے اور اس دن مزدور اپنی دہاڑی سے محروم ہوتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے کہ مزدور کو اُس کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دینی چاہیے۔ یہاں تین تین چار چار مہینے تنخواہیں لیٹ کر دی جاتی ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے محنت کش کے ہاتھوں کو چوما تھا اور فرمایا تھا: ((الکاسب حبیب اللہ)) ''محنت کش اللہ کا دوست ہے۔''

اللہ کے رسول ﷺ رحمت للعالمین تھے۔ قرآن میں فرمایا: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ (الانبیاء) ''اور (اے نبی ﷺ!) ہم نے نہیں بھیجا ہے آپؐ کو مگر تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر۔''

آپ ﷺ نے مزدوروں اور محنت کشوں کے لیے بھی تعلیم فرمائی۔ ایک شخص آپ ﷺ کے پاس سوال کرنے آیا۔ آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے کلہاڑی میں دستہ لگا کر دیا اور فرمایا: جاؤ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاؤ اور بیچو۔ اس طرح وہ شخص اپنا باعزت روزگار کمانے لگا۔ آپ ﷺ نے محنت کشوں کے حقوق کے حوالے سے خاص تلقین فرمائی۔ اسی طرح آپ ﷺ نے جانوروں کے حقوق کا بھی خیال رکھنے کی تاکید فرمائی۔

صحیح حدیث ہے کہ ایک اونٹ اپنی گردن زمین پر رکھے ہوئے تھا، آپ ﷺ نے اُس کے مالک کو بلا کر فرمایا کہ اس پر اتنا بوجھ نہ ڈالو جس کا تم قیامت کے دن جواب نہ دے سکو۔

اسلام اللہ کا دیا ہوا عادلانہ نظام ہے۔ اگر انسان نظام بنائے گا تو وہ کسی نہ کسی کا استحصال کرے گا، سرمایہ دار نظام بنائے گا تو وہ مزدور کا استحصال کرے گا، مزدور نظام بنائے گا تو سرمایہ کار کا استحصال کرے گا۔ اللہ تعالیٰ جو سب کا خالق و مالک ہے، اُس کے بنائے ہوئے نظام میں ہر ایک کو انصاف ملتا ہے۔ اگر انسان اللہ کے نظام کو مانیں گے اور اس کو قائم کریں گے تو ہر طبقے کو انصاف ملے گا۔ قائداعظم نے فرمایا تھا کہ مغرب کے معاشی نظام نے دنیا کو لاینحل مسائل سے دوچار کر دیا ہے، ہمارا فرض ہے کہ اسلام کے معاشی اصولوں کی روشنی میں ایک عادلانہ معاشی نظام قائم کر کے دنیا کے سامنے نمونہ پیش کریں۔ خلیفہ دوم حضرت عمرؓ نے ایک بوڑھے اور نابینا یہودی کو بھیک مانگتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: تم اب اپنے گھر میں بیٹھو، جب تک تم جوان تھے کما کر ریاست کو جزیہ دیتے تھے، اب ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ تمہاری کفالت کرے۔ یہ اسلامی نظام کی عمدہ مثالیں ہیں جن کو آج بھی مغرب فالو کر رہا ہے، اسکینڈے نیوین ممالک میں آج بھی عمرلاء کے نام سے فلاحی قوانین نافذ ہیں۔ مگر ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم اس مثالی نظام کو چھوڑ کر مغرب کے استحصالی سرمایہ دارانہ نظام سے مرعوب ہوئے بیٹھے ہیں جس میں مزدور کے نام پر سرمایہ دار چھٹی مناتے ہیں اور مزدور بے چارا اُس دن اپنی دہاڑی سے بھی جاتا ہے۔

گلوبل صمود فلوٹیلا

صہیونی اپنے گریٹر اسرائیل کے منصوبے پر دھڑلے کے ساتھ عمل پیرا ہیں۔ ٹرمپ اس منصوبے میں صہیونیوں کا سہولت کار بنا ہوا ہے۔ کئی مسلم ممالک بورڈ آف پیس سائن کر کے بیٹھے ہوئے ہیں اور کئی ابراہم اکارڈ معاہدے کے تحت اسرائیل کو تسلیم کیے بیٹھے ہیں۔ دوسری طرف صہیونی ریاست محصور اہل غزہ کی نسل کشی میں مصروف ہے۔ اہل غزہ کے پاس نہ گھر بچے ہیں، نہ ہسپتال اور نہ ہی کھانے پینے کا سامان بچا ہے۔ ان حالات میں گلوبل صمود فلوٹیلا 3 کے نام سے 100 سے زائد کشتیاں امدادی سامان لے کر غزہ کی طرف رواں ہیں۔ ان میں 70 ممالک کے تقریباً 2500 سماجی کارکن شامل ہیں۔ لیکن اسرائیل نے تمام تر بین الاقوامی قوانین کو پاؤں تلے روندتے ہوئے یونان کے قریب بین الاقوامی پانیوں میں اُن پر دھاوا بول دیا ہے۔ مسلم ممالک کو کب غیرت آئے گی۔ اگر نیٹو کا اتحاد بن سکتا ہے تو مسلم ممالک کا عسکری اتحاد کیوں نہیں بن سکتا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلم ممالک کو جاگنے اور متحد ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

❀❀❀

اہلِ غزہ کی نسل کشی رکوانے میں جب اقوام متحدہ ناکام ہو گئی، انسانی حقوق کی تنظیمیں اور مسلم ریاستیں بھی خاموش ہو گئیں تو گلوبل صمود فلوٹیلا کی صورت میں عام شہری غزہ کو بچانے نکلے ہیں کیونکہ غزہ کو بچانا انسانیت کو بچانا ہے۔

ہر قسم کے خطرات موجود ہیں لیکن اس سب کے باوجود ہم اہلِ غزہ تک امدادی سامان پہنچانے کی کوشش کریں گے، ان شاء اللہ!

گلوبل صمود فلوٹیلا میں مسلمانوں کا حصہ 5 فیصد بھی نہیں ہے، روزِ محشر نبی اکرم ﷺ کو کیا منہ دکھائیں گے؟

گلوبل صمود فلوٹیلا 3 کے موضوع پر
پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' میں سابق سینیٹر مشتاق احمد کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: غزہ کی جانب رواں دواں گلوبل صمود فلوٹیلا میں کتنے ممالک کے افراد شامل ہیں، اس قافلے کو کتنی حکومتوں کی سرپرستی حاصل ہے اور فلوٹیلا کے اہداف کیا ہیں؟

ڈاکٹر مشتاق احمد: سب سے پہلے تو تنظیم اسلامی کا بے حد مشکور ہوں کہ مجھے پروگرام زمانہ گواہ ہے میں موقع دیا۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ میرے مربی اور اُستاذ بھی تھے۔ انہوں نے مسئلہ فلسطین کو اجاگر کرنے کے لیے اور صہیونی مظالم اور مسلمانوں کی نسل کشی کو بے نقاب کرنے کے لیے غیر معمولی کام کیا اور مسجد اقصیٰ کی حرمت اور تحفظ کے لیے اُمت کو جگانے کی بے حد کوشش کی۔ آج ہم جو بھی کوشش کر رہے ہیں یہ انہی کی جدوجہد کا تسلسل ہے۔ یوں سمجھیے کہ فلوٹیلا اقوام متحدہ کا عوامی متبادل ہے۔ جب اقوام متحدہ ناکام ہوگئی، ریاستیں اور مسلم حکومتیں ناکام ہو گئیں، جنرل خاموش ہوگئے تو پھر عام لوگ اہلِ غزہ کی حمایت میں اُٹھے اور انہوں نے انسانیت کی بقا اور دفاع کے لیے غزہ کا رُخ کیا۔ اس لیے کہ غزہ کو بچانا انسانیت کو بچانا ہے۔ فلوٹیلا ایک عوامی تحریک ہے جس میں 95 فیصد مغربی ممالک کے شہری شامل ہیں۔ بدقسمتی سے عالم اسلام کی جانب سے انسانیت کو بچانے کی اس کوشش میں کوئی خاص حصہ نظر نہیں آرہا، نہ مسلم سیاسی اور سماجی تنظیمیں نظر آئیں اور نہ ہی عام مسلمان شہری نظر آئے۔ اس دفعہ کوشش ہے کہ فلوٹیلا میں 100 سے زائد ممالک کے 1000 شہری شرکت کریں۔ یہ تمام وہ لوگ ہیں جو بنیادی انسانی حقوق کے لیے کام کرتے ہیں۔ ان کا مقصد غزہ کے محصور شہریوں کو انسانی بنیادی امداد پہنچانا، انسانی ناکہ بندی کو ختم کرنا، جنگ زدہ یا آفت زدہ علاقوں میں گزرگاہیں قائم کرنا، نسل کشی کو روکنا شامل ہیں۔ ظالم صہیونی ریاست نے 11 ہزار فلسطینی قیدیوں کے لیے پھانسی کا قانون منظور کیا ہے۔ اس کو روکنا بھی فلوٹیلا کے مقاصد میں شامل ہے۔ اس کے علاوہ مسئلہ فلسطین کو زندہ رکھنا، مغربی کنارے میں یہودی آبادکاری کو روکنا اور صہیونی حکومت اور اس کی پشت پناہی اور خفیہ مدد کرنے والے مسلم حکمرانوں کو بے نقاب کرنا بھی گلوبل صمود فلوٹیلا کا مقصد ہے۔ اسی طرح مغربی ممالک کی جو منافقت، ریاکاری اور دوہرا معیار ہے، اس کو بھی ہم دنیا کے سامنے لائیں گے ان شاء اللہ۔ یوکرین

مرتب: محمد رفیق چودھری

کے لیے ان کی پالیسی کچھ اور ہے، جنوبی سوڈان یا مشرقی تیمور کے لیے ان کی پالیسی کچھ اور ہے، لیکن اڑھائی سال سے غزہ میں جو سرعام نسل کشی ہو رہی ہے، اس کے حوالے سے ان کی پالیسی کچھ اور ہے۔ وہ نہ صرف اس نسل کشی پر خاموش ہیں بلکہ درپردہ صہیونی حکومت اس کے لیے فنڈز، اسلحہ اور بارود بھی دے رہے ہیں۔ یعنی اسرائیل کا جو سسٹم آف کنٹرول ہے فلوٹیلا اس کے خلاف ایک براہِ راست اور بغاوت کا نام ہے۔

سوال: ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل اس وقت بلا روک ٹوک مسجد اقصیٰ، غزہ، مغربی کنارے، لبنان اور ایران پر پے درپے حملے کر رہی ہے۔ اگر خدانخواستہ فلوٹیلا پر بھی حملہ کر دیتی ہے تو آپ کا پلان بی کیا ہوگا؟

ڈاکٹر مشتاق احمد: ہمارا اولین منصوبہ غزہ کو آزاد کروانا ہے۔ اس کے لیے ہم ہر خطرہ مول لینے کے لیے تیار ہیں۔ تقریباً روزانہ کی بنیاد پر اسرائیلی ڈرونز ہمارے قافلے پر منڈلاتے رہتے ہیں۔ کئی دفعہ ہم پر ڈرون حملے بھی ہوئے ہیں۔ ہر قسم کے خطرات موجود ہیں لیکن اس سب کے باوجود ہم اہلِ غزہ تک امدادی سامان پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ ان شاء اللہ! غزہ کے معصوم بچوں، عوام اور مسجد اقصیٰ کی پکار پر ہر صورت لبیک کہیں گے۔ اس راستے میں جو بھی قربانی دینا پڑی دیں گے ان شاء اللہ۔ سب لوگ پُرعزم ہیں اور ان کے حوصلے بلند ہیں۔ اس میں اُمتِ مسلمہ کے لیے بہت بڑا سبق ہے کہ 95 فیصد غیر مسلم مغربی شہری اس قافلے میں شامل ہیں جبکہ مسلمانوں کا حصہ 5 فیصد بھی نہیں ہے، روزِ محشر ہم کس منہ سے نبی اکرم ﷺ کا سامنا کریں گے؟

سوال: مسلم ممالک کے سربراہان کو فلوٹیلا کی حفاظت اور عملی مدد کے لیے آپ کیا پیغام دیں گے؟

ڈاکٹر مشتاق احمد: فلوٹیلا کو کسی ریاست یا کسی حکومت کی سپورٹ حاصل نہیں ہے۔ کسی بھی ملک کی جانب سے سکیورٹی فراہم نہیں کی گئی۔ ہم صرف اللہ کے سہارے جا رہے ہیں۔ ہم نے اپنی جانوں کو اس راہ میں قربان کر دینے کا تہیہ کرلیا ہے۔ پوری دنیا دیکھ رہی ہے۔ مسلم ممالک کے حکمرانوں اور جرنیلوں کے لیے یہ پیغام ہے کہ وہ آج سوچ لیں کہ کل روزِ قیامت جب غزہ کے مظلوم شہداء اور معصوم بچے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حضور دعویٰ دائر کریں گے کہ ان حکمرانوں کے پاس قوت، دولت، اختیار اور حکومت سب کچھ تھا مگر اس کے باوجود ظالم صہیونی حکومت کے سامنے خاموش حمایتی بنے رہے تو پھر ان کے پاس کیا جواب ہوگا۔ اگر یہ لوگ خاموشی اختیار نہ کرتے تو نیتن یاہو اور صہیونی حکومت کو کبھی ہمت نہ ہوتی

کہ وہ مظلوم فلسطینیوں کی سرعام نسل کشی کرتا۔ لہٰذا یہ اپنی مجرمانہ خاموشی کی وجہ سے تمام تر اسرائیلی مظالم میں شریک ہیں۔ سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی یہ اسرائیلی مظالم کے خلاف آواز نہیں اُٹھاتے، اپنی فضائی حدود اور سمندری راستے اس کے لیے بند نہیں کرتے، اپنی سرحدیں اُس کے لیے بند نہیں کرتے، یہاں تک کہ اسرائیل کے ساتھ اپنے تعلقات کو بھی ختم نہیں کیا بلکہ فلسطین کے خاتمے کا جو صہیونی منصوبہ ہے اس کو یہ تسلیم کرتے ہیں۔ وہ ٹرمپ جو اسرائیل کو مسلمانوں کی نسل کشی کے لیے اسلحہ بارود، فنڈز سمیت تمام ساز و سامان فراہم کر رہا ہے اُس کو یہ امن کا پیامبر کہتے ہیں اور اس کی قیادت میں اسرائیلی مجرموں کے ساتھ ایک ٹیبل شیئر کرتے ہیں۔ ہم ان سے کہتے ہیں کہ اللہ کے حضور، اللہ کے پیغمبر ﷺ کے حضور اپنا جواب سوچ لیں۔ مسلم حکمران اگر اُٹھیں، اپنا کردار ادا کریں تو ان کے پاس اتنا کچھ ہے کہ یہ بغیر جنگ کے اسرائیل کو زیر کر سکتے ہیں۔ آج بھی اگر اسرائیل کے پڑوسی مسلم ممالک اپنی فضائی حدود اس کے لیے بند کر دیں تو اسرائیل کی اکانومی شدید بحران کا شکار ہو جائے گی۔ لیکن اسرائیل کے جنگی اور انسانی جرائم کے باوجود یہ اس کے لیے راستے بند نہیں کرتے لہٰذا یہ سب اسرائیل کے ہاتھوں مسلمانوں کی نسل کشی میں برابر کے شریک ہیں اور روزِ محشر ان کو اپنے ان مظالم کا حساب دینا ہوگا۔ ❁❁❁

بقیہ: تزکیۂ نفس

خلاف کوئی عملی قدم کرنے کو تیار نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اُس بستی کو تباہ کرنے کا حکم دیا جب فرشتہ نے اللہ رب العزت سے اُس عابد شخص کا ذکر کیا کہ وہ بھی اس بستی کا باشندہ ہے تو اللہ نے حکم دیا کہ الٹا دو اس بستی کو پہلے اُس پر پھر بستی کے دوسرے لوگوں پر کہ میری معصیت میں اس شخص کے چہرے کا رنگ بھی نہیں بدلتا۔ (واضح رہے یہ حدیث کا متن نہیں مفہوم ہے) علاوہ ازیں ایک بڑا اہم اور غور طلب سوال یہ ہے کہ اصحابِ صفہ جو شب و روز عبادت کرتے تھے اور حضور کے دربار میں حاضر رہتے تھے اُن میں سے کوئی بھی عشرہ مبشرہ میں شامل نہیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی رضا اُنہیں نصیب ہوتی ہے جو رات کے راہب اور دن کے شہسوار ہوتے ہیں۔ گویا شب گزاری اور اللہ کے دین کے نفاذ کے لیے جان و مال کی قربانی نفس کے تزکیہ کے ناگزیر تقاضے ہیں۔

❁❁❁

پریس ریلیز 8 مئی 2026ء

غزہ میں جنگ بندی کے معاہدہ کے باوجود صہیونیوں نے 850 سے زائد مسلمانوں کو شہید کر دیا ہے۔

مسلم ممالک اور عوام کسی بھی صورت میں قضیۂ فلسطین کو پسِ پُشت نہ جانے دیں

شجاع الدین شیخ

غزہ میں جنگ بندی کے معاہدہ کے باوجود صہیونیوں نے 850 سے زائد مسلمانوں کو شہید کر دیا ہے۔ مسلم ممالک اور عوام کسی بھی صورت میں قضیۂ فلسطین کو پسِ پُشت نہ جانے دیں۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ جب سے اسرائیل اور امریکہ نے ایران پر حملے شروع کیے ہیں اور پھر مذاکرات کے عمل کا آغاز ہوا ہے، میڈیا کی ساری توجہ اُس جانب مبذول ہوگئی ہے اور ناجائز صہیونی ریاست کے اہلیانِ غزہ و فلسطین پر جاری مظالم کو پسِ پشت ڈال دیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ 15 جنوری 2025ء کو اسرائیل نے غزہ میں جنگ بندی کے معاہدے پر دستخط کیے تھے، جو 19 جنوری 2025ء سے نافذ العمل ہو گیا تھا، لیکن اس کے باوجود گزشتہ 16 ماہ کے دوران اسرائیل مسلسل غزہ کے مسلمانوں کی نسل کُشی کر رہا ہے۔ میڈیا اطلاعات کے مطابق اس دوران 850 سے زائد فلسطینی مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا ہے جن میں عورتیں، بچے، بوڑھے اور معذور افراد شامل ہیں۔ پھر یہ کہ مغربی کنارے میں بھی اسرائیلی فوج، پولیس اور ناجائز صہیونی آبادکاروں نے قتل و غارت گری کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ آئے دن سرکاری سرپرستی میں صہیونی آبادکار مسجدِ اقصیٰ پر حملے کرتے ہیں اور ناجائز صہیونی ریاست جب چاہتی ہے مسجدِ اقصیٰ کی تالہ بندی کر دیتی ہے۔ اُنہوں نے بین الاقوامی میڈیا میں شائع ہونے والی رپورٹس کہ صہیونیوں نے مسجدِ اقصیٰ کے نیچے کھدائی کو تیز کر دیا ہے انتہائی تشویش ناک قرار دیا۔ اُنہوں نے مسلم ممالک کے حکمرانوں، مقتدر حلقوں، علماء کرام اور عوام سے اپیل کی کہ وہ قضیۂ فلسطین کو کسی صورت فراموش نہ کریں۔ ریاستی سطح پر اہلیانِ غزہ و فلسطین کی عملی مدد کے لیے ہر ممکن اقدام کیے جائیں اور ٹرمپ کے قائم کردہ ''بورڈ آف پیس'' کو خیرباد کہہ دیا جائے۔ مسلم ممالک پر مشتمل اتحاد قائم کیا جائے جو ایران، امریکہ تنازعہ کے حل کے ساتھ ساتھ ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل پر سرکاری اور عوامی سطح پر سیاسی، سفارتی اور معاشی دباؤ ڈالے اور وقت آنے پر عسکری اقدامات کی بھی تیاری رکھے تاکہ طاغوتی قوتوں کے مذموم مقاصد کو خاک میں ملایا جا سکے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

تزکیۂ نفس

ابوموسیٰ

جب کوئی بچہ مسلمان گھرانے میں آنکھ کھولتا ہے یا کوئی غیر مسلم کلمۂ طیبہ اور کلمۂ شہادت پڑھتا ہے اور اعلانیہ طور پر دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے تو کچھ ضوابط اور قوانین کی پابندی اُس پر خود بخود لازم ہو جاتی ہے جسے اسلامی شریعت کہا جاتا ہے۔ اب وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ فلاں ضابطے اور قانون کو اُس کا دل یا دماغ تسلیم نہیں کرتا۔ گویا مکمل سرنڈر مطلوب ہے۔ ہاں خالصتاً امورِ دنیا کی بات الگ ہے جن سے کسی طرح بھی اور کسی انداز میں بھی شریعت سے کسی نوع کا تصادم نہ ہو رہا ہو۔ یعنی ایک مسلمان کا طرزِ زندگی سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے کی عملی مثال ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ اصلاً مسلمان کو اللہ کی رضا مطلوب ہے۔ اللہ راضی تو دنیا کی کسی قوت اور طاقت کی کوئی حیثیت نہیں، سب ہیچ ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کی رضا کیسے حاصل کی جائے فوری طور پر سمجھ آنے والی بات یہ ہے کہ مسلمان ہونے پر جو فرائض خود بخود لاگو ہو جاتے ہیں مثلاً نماز، روزہ کی پابندی، صاحبِ نصاب ہونے پر زکوٰۃ کی ادائیگی اور زادِ راہ ہونے پر حج کا فریضہ ادا کرنا پھر یہ کہ حقوق العباد کی ادائیگی کی کم از کم قانونی طور پر ادائیگی مثلاً دھوکہ، فریب، جھوٹ، ناحق کو حق بنا لینا یا کسی نوع کا ایسا تجاوز جس سے کوئی دوسرا بھائی متاثر نہ بھی ہو یعنی صرف اپنی حد سے آگے بڑھنا۔ ان سب سے اجتناب تو شرعی فریضہ ہے، ان سے آگے بڑھ کر اخلاقی سطح پر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی منازل طے کرتے ہوئے انسانی اور اسلامی تقاضوں کے حصول کو اپنا ہدف بنا لینا مثلاً نفلی نمازوں اور روزوں کا اپنا معمول بنا لینا، گویا اس حوالے سے اپنی جان اور جسم کو مشغول رکھنا، فریضۂ زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد بھی خیرات اور عوامی بہبود کے امور سرانجام دینا اور ان امور کی ادائیگی میں جان اور مال کا دلی آمادگی سے استعمال کرنا، سنتِ رسولؐ کو دانتوں سے پکڑ لینا اور اس سے انحراف کا تصور بھی نہ رکھنا، اسے اصطلاحی طور پر تزکیۂ نفس کہا جاتا ہے۔ بالفاظِ دیگر خود اپنے اعمال کی صفائی اور دھلائی میں ہر دم مشغول رہے اس حوالے سے مکمل طور پر اپنی ذات کو غور و فکر کا محور بنائے۔ ظاہری اور باطنی معاملات کے حوالے سے اپنا جائزہ لے اور خود کو اپنی ہی تنقید کی زد میں رکھے۔ دوسروں کے معاملات پر بھی غور کرے تو اُس سے اپنی بہتری اور اصلاح کا راستہ ڈھونڈے۔ دوسروں کو مارجن دے اور حسنِ ظن رکھے۔

اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ کر کے کیا اُس نے تمام دینی تقاضے پورے کر دیئے بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر اُس نے عام لوگوں کو نیک اعمال کی ادائیگی اور بُرے کاموں سے بچنے کی تلقین کر دی اور ایک اچھے واعظ کا رول ادا کر دیا۔ اب اُس کی طرف سے تو حق ادا ہو گیا اور وہ اب ماعلینا الا البلاغ کہہ کر مکمل طور پر فارغ ہو گیا۔ اب دنیا جانے اور دنیا والے جانیں۔ اُس سے ذاتی سطح پر جو ہو سکا اُس نے کر دیا، اُس کی ذمہ داری ختم ہو گئی۔ اگر کسی مسلمان سے ظلم اور زیادتی ہو رہی ہے یہ کوئی فرد، معاشرہ یا ریاست کر رہی ہے تو وہ زاہد و عابد کسی کو ظلم و ستم سے کیسے بچائے۔ اُس کے پاس تو طاقت نہیں ہے، وہ زیادہ سے زیادہ اظہارِ افسوس کر سکتا ہے۔ اپنے شہری کو ظلم و ستم سے بچانا فرد کا نہیں ریاست کا کام ہے۔ لیکن اگر خود ریاست ظلم و ستم ڈھا رہی ہے تو مظلوم کہاں جائے؟

اس سوال کا جواب اُس زاہد و عابد اور تزکیۂ نفس کی منازل طے کرنے والے کے پاس ہرگز نہیں ہے اُس کا مؤقف ہوگا کہ ریاست اگر ایسا کر رہی ہے تو اُس کا واحد حل اللہ سے دعا ہے کہ وہ اُسے اس ظلم و ستم سے نجات دے انفرادی کارگزاری کی حدود یہاں ختم ہو جاتی ہیں۔ لیکن اور یہ بہت بڑا لیکن ہے وہ یہ کہ عدل کو دینِ اسلام کا کیچ ورڈ کہا جاتا ہے اگر دینِ اسلام سے عدل نکال دیا جائے تو کچھ باقی نہیں بچتا۔ لیکن یہ انتہائی نیک اور پارسا فرد بھی تلملانے کے سوا کچھ نہیں کر سکتا۔ درحقیقت ماضی میں اسلامی ریاست کے وجود نے یہ تصور دیا تھا کہ تمام اجتماعی معاملات چونکہ ریاست نے سنبھال لیے ہیں، ریاست اپنے فرائض ادا کر رہی ہے اور جزا و سزا کا سلسلہ برحق چل رہا ہے تو فرد کی ضرورت صرف یہ رہ جاتی ہے کہ وہ شب و روز اللہ کے حضور انہماک سے رکوع و سجود میں رہے یہاں تک کہ اپنی ذات سے بھی بے پرواہ ہو جائے اور یوں ذاتی تزکیہ کے حصول میں کوشاں رہے ظاہری طور پر بات تو بالکل درست ہے لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ خلفائے راشدین کے دور کے بعد عوامی نکتہ نظر سے چند زریں اور سنہرے ادوار چھوڑ کر عوام عدل سے محروم رہے۔ حکومت کا ناقد ریاست کا باغی سمجھا جاتا تھا اور بدترین سزا کا حقدار سمجھا جاتا تھا۔

راقم کہنا یہ چاہتا ہے کہ خود کو محض ذاتی تزکیہ تک محدود کر لینا کبھی بھی بحیثیت مجموعی معاشرے میں مطلوبہ نتائج پیدا نہیں کر سکتا۔ اس کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ذات کا تزکیہ ثمر آور نہیں، ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ معاشرے میں حصولِ نتائج کے حوالے سے نامکمل اور ادھورا ہے۔ لہٰذا فرد، گروہ یا ریاست ظلم کدہ بن چکی ہے تو اُس عادلانہ نظام کے لیے لسانی، قلمی اور بالآخر عملی طور پر میدان میں نکل کر اگر کوئی بندہ خدا یا بندگانِ خدا پر مشتمل ایک جماعت خالصتاً اللہ کے دین کو قرآن و حدیث کی تعلیمات کو بنیاد بنا کر جدوجہد کرتی ہے اور ریاست میں عدلِ اجتماعی کے قیام کے لیے جان و مال کی قربانی دیتی ہے تو یہ اجتماعی تزکیہ کی بہترین مثال ہوگی۔ ظاہر ہے کہ یہ جماعت اور اُن سے منسلک افراد ذاتی سطح پر شرعی تقاضوں کی ادائیگی کا عملی نمونہ نظر آنے چاہییں۔ یہاں اس بات کی وضاحت بھی ازحد ضروری ہے کہ انسان خطا کا پتلا ہے یہ ذاتی تزکیہ کے حصول میں بھی سامنے آ سکتی ہیں اور اجتماعی جدوجہد میں بھی ناممکن نہیں۔ انہیں سمجھنا اور ان سے بچنا اور لوٹ کر صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جانا یہ نفس کے تزکیہ کا حصہ ہے۔ خود معاشرہ اور ریاست کو عدلِ اجتماعی پر قائم دائم رکھنے کے لیے ہر آن جدوجہد کرنا یہی تزکیہ کی بنیاد ہے۔ آخری اور حتمی بات یہ ہے کہ ذاتی اور اجتماعی تزکیہ ایک کُل کے دو جز ہیں یہ ایک پیکیج ہے، ایک یونٹ ہے جنہیں اگر جدا کر دیا جائے تو مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کیے جا سکتے اور انسانیت کسی صورت فلاح نہیں پا سکے گی۔ یہاں اُس حدیث قدسی کا حوالہ یقیناً مفید رہے گا جس کا مفہوم یہ ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک بزرگ طویل مدت تک رات کا راہب بنا رہا یعنی عبادت میں مشغول رہا لیکن اُس کی بستی کے لوگ بدترین گناہوں میں ملوث تھے لیکن وہ اُن کے (باقی صفحہ 9 پر)

سوشل میڈیا کا سانپ

عبدالرؤف
معاون مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت

آج سے کم و بیش پون صدی قبل (3 نومبر 1949ء) پاکستان کے ایک مؤقر روزنامہ میں فحش اشتہارات کے حامل اخبارات کو ’’گھر میں سانپ‘‘ سے تشبیہ دی گئی اور اس عنوان کے تحت لکھا گیا کہ: ’’کوئی شخص یہ پسند نہیں کرتا کہ اُس کے گھر میں سانپ آ گھسے۔ موجودہ زمانہ بیداری کا زمانہ ہے، آپ کی طرح آپ کے گھر کی خواتین، لڑکے اور لڑکیاں بھی حالاتِ حاضرہ سے باخبر رہنا چاہتے ہیں، مگر اپنا اخبار گھر میں لے جاتے ہوئے اس طرح جھجکتے ہیں کہ گویا سانپ آپ کے گھر میں آ گھسے گا، اس لیے کہ اس اخبار میں گندے، فحش اور مخرب اخلاق (اخلاق کو خراب کرنے والے) اشتہارات ہوتے ہیں اور آپ نہیں چاہتے کہ یہ اشتہارات آپ کے بچوں کی نظر سے گزریں۔ مگر اس کا یہ علاج تو نہیں کہ آپ انہیں اخبار کے مطالعے سے ہی محروم رکھیں، آپ ایسا اخبار پڑھیں جس میں کوئی فحش اشتہار کسی قیمت پر بھی نہ چھپ سکتا ہو۔‘‘

لیکن صد افسوس کہ یہ اخبار بھی اپنی اسلامی روایات برقرار نہ رکھ سکا اور اس کے ذریعے بھی گھروں میں سانپ داخل ہو کر عوام کے متاعِ دین کو ڈسنے لگ گئے۔

اس کے بعد یہ سلسلہ رکا نہیں بلکہ پرنٹ میڈیا کے بعد الیکٹرانک میڈیا، جس کا آغاز ٹیلی ویژن سے ہوا، جس کے ابتدا میں تین بنیادی مقاصد ’’معلومات‘‘، ’’تعلیم‘‘ اور ’’تفریح‘‘ کے عنوان سے متعین کیے گئے۔ معلومات کے ضمن میں عوام کو ملکی و بین الاقوامی حالات، ’’خبروں‘‘ اور اہم واقعات سے باخبر رکھنا، تعلیم کے ضمن میں مختلف معلوماتی، دستاویزی اور تدریسی پروگراموں کے ذریعے لوگوں کی ذہنی نشوونما اور شعور بیدار کرنا، جبکہ تفریح کے ضمن میں ڈراموں، کھیلوں اور موسیقی کے ذریعے عوام کو معیاری اور خاندانی تفریح فراہم کرنا قرار پایا۔

البتہ کچھ ہی عرصے بعد معلومات اور تعلیم پر تفریحی پروگراموں نے غلبہ پا لیا، جو اب اس انتہا پر پہنچ چکا ہے کہ کوئی عام مسلمان، جس کے اندر تھوڑی سی بھی غیرت ہو اپنے خاندان کے ساتھ بیٹھ کر، کوئی تفریحی پروگرام تو درکنار کسی پروڈکٹ کا اشتہار بھی نہیں دیکھ سکتا۔ بعد ازاں جب ٹی وی کے ذریعے ہر طرح کے قومی اور بین الاقوامی چینلز کی بھرمار ہوئی تو معاشرے کی بچی کھچی شرافت اور حیا کا جنازہ اس انداز سے نکلا کہ دین کے علمبرداروں کو کہنا پڑا کہ: ؎

مگر یہ راز آخر کھل گیا سارے زمانے پر
حمیت نام ہے جس کا گئی تیمور کے گھر سے

اس کے بعد کم و بیش 20 سال قبل جب موبائل فون نے سمارٹ فون کی شکل اختیار کی اور بظاہر ہماری قوم نے ترقی کا ایک اور زینہ طے کیا، اس کے نتیجے میں ہر طرف انٹرنیٹ کی دھوم مچ گئی، جس کے ذریعے دنیا جو پہلے ہی عالمی گاؤں (Global Village) بن چکی تھی، ایک ’’عالمی کالونی‘‘ کی شکل اختیار کر گئی۔ اس سے پہلے جو گندگی پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کی شکل میں بہت بڑی اکثریت کے قلوب واذہان کو آلودہ کر چکی تھی، اس میں کئی ہزار گنا اضافہ ہوتا چلا گیا۔

خصوصاً عصرِ حاضر کی نوجوان نسل کی تعلیمی اور کاروباری ضروریات سوشل میڈیا کے ساتھ وابستہ کرنے کے بہانے اُسے اس گناہ کے جال میں کمر تک جکڑ دیا گیا۔ سوشل میڈیا کی خطرناک وبا موبائل کی صورت میں آج ہر شخص کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے اور معاشرے کا عام رجحان چونکہ گمراہی اور شر کی طرف زیادہ ہے، اس لیے جہاں اس میں کچھ چیزیں بہتری یا خیر والی بھی ہیں، وہیں شر اور برائی کے غلبے اور ابلیسی مواد کی جانب رغبت کی وجہ سے یہ آلۂ خیر کے بجائے آلۂ شر بن چکا ہے۔

معاشرے میں موجود بدی کی قوتیں تو یہی چاہتی ہیں کہ بنی نوع انسان کو جس طرح بھی ممکن ہو ایمان اور حیا سے عاری کر کے حیوانیت کے مقام پر پہنچا دیں، اور جتنی بھی اعلیٰ اقدار ہیں وہ آہستہ آہستہ ختم کر کے لوگوں کو دجال کی غلامی کے لیے تیار کیا جائے۔

نوجوان نسل کسی بھی معاشرے کی تعمیر و ترقی میں اہم کردار کی حامل ہوتی ہے، اس لیے شیطان مردود اور اس کے ایجنٹوں کی یہ کوشش رہی ہے کہ اس نسل کو اپنی مکروہ سازشوں میں جکڑ کر تباہ و برباد کر دیا جائے، خصوصاً پاکستان جیسا وہ ملک جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا اور جس کی 65 فیصد آبادی نوجوانوں پر مشتمل ہے۔ لہٰذا نوجوانوں سے ہماری اپیل ہے کہ خدارا بحیثیت مسلمان اور نبی اکرم ﷺ کے امتی اپنی اہمیت کا ادراک کرتے ہوئے سوشل میڈیا کے شیطانی جال سے بچتے ہوئے اپنی دنیا اور خصوصاً آخرت کو تباہ ہونے سے بچانے کی سرتوڑ کوشش کریں۔ جس حد تک بھی ممکن ہو، سوشل میڈیا، موبائل یا انٹرنیٹ سے صرف اور صرف اپنی لازمی اور جائز ضروریات پوری کریں، لیکن اس کی خباثتوں سے اپنی جلوت کو محفوظ رکھنے کے ساتھ ساتھ اپنی خلوت کو خاص طور پر پاک صاف رکھنے کی کوشش کریں۔ والدین سے التجا ہے کہ اپنے بچوں کو اس جہنم سے محفوظ رکھنے کے لیے ان کی تربیت بھی کریں اور موبائل فون کے استعمال کی نگرانی بھی رکھیں۔

اس سلسلے میں جہاں قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی زبان سے الفاظ فرمائے:

’’اے نبی! آپؐ فرما دیجیے کہ البتہ میرے رب نے صرف حرام کیا ہے ان تمام فحش باتوں کو جو اعلانیہ ہیں اور جو پوشیدہ ہیں۔‘‘ (الاعراف:33)

اسی طرح نبی اکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے کہ: ’’میں اپنی اُمت کے ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو قیامت کے دن تہامہ کے پہاڑوں کے برابر نیکیاں لے کر آئیں گے جو چمک رہی ہوں گی، اللہ تعالیٰ اُنہیں ریت کے بکھرے ذرات کی طرح کر دے گا۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ! ہمیں ان کے بارے میں بتائیے اور ان کی وضاحت کیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ تمہارے بھائی ہیں اور تم جیسے ہیں رات کو وہ بھی عبادت کرتے ہیں جیسا تم کرتے ہو، لیکن وہ ایسے لوگ ہیں کہ جب انہیں تنہائی میں اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ گناہوں کا موقع ملتا ہے تو ان کا ارتکاب کر لیتے ہیں۔‘‘ (سنن ابن ماجہ)

والدین کی خصوصی ذمہ داری

سوشل میڈیا کی تباہ کاریوں سے جہاں نوجوان نسل کا بچنا ضروری ہے، وہیں والدین کا کردار بھی اہمیت کا حامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا کہ ’’اے ایمان والو! اپنے آپ اور اپنے اہل وعیال کو (جہنم کی) اُس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں گے۔‘‘ (التحریم:6)

اس آیت کی رو سے علماء کے نزدیک والدین کا اپنی اولاد کو جہنم سے بچانے کے لیے کوشش کرنا فرض عین ہے۔ اس لیے موجودہ دور میں تمام برائیوں کی جڑ سوشل میڈیا کا غلط استعمال ہے۔ اس لیے اگر والدین اپنا شرعی فریضہ ادا کرتے ہوئے اپنی اولاد کو جہنم کی آگ سے بچانے کی فکر نہیں کریں گے تو وہ سانپ جو پرنٹ میڈیا کی شکل میں ہمارے گھروں میں داخل ہوا تھا، آج سوشل میڈیا کی شکل میں اُس نے ایک ایسے اژدہا کی شکل اختیار کر لی ہے جو معاشرے کی تمام پاکیزہ اقدار کو نگلتا جا رہا ہے۔ وہ ہمارے بچوں کو بھی کھا جائے گا اور ہمارے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا جس کے نتیجہ میں ہماری نئی نسل (Gen-Z) روزِ قیامت ہمارے گریبان میں ہاتھ ڈال کر کہہ سکتی ہے کہ یہ ہمارے والدین اور بزرگ ہی ہیں جنہوں نے ہمیں تباہی میں جاتے ہوئے دیکھا تھا لیکن بچانے کی کوشش نہ کی۔ نئی نسل کی تربیت کے حوالے سے آخر میں نبی اکرم ﷺ کا فرمان پیش خدمت ہے، جس کی روشنی میں والدین کی ذمہ داری کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر کسی کو اپنی ذمہ داری کے بارے میں جواب دینا ہے۔ امیر اپنی رعایا پر نگران ہے۔ آدمی اپنے گھر کا نگران ہے، عورت اپنے خاوند کے گھر اور اپنے بچوں کی نگران ہے، تم میں سے ہر کوئی ذمہ دار ہے اور ہر کسی سے اس کی ذمہ داری کے متعلق پوچھا جائے گا۔'' (بخاری)

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ پوٹھوہار کے ناظم نشر و اشاعت محترم عبدالرحمٰن تابانی کا سیڑھی سے گرنے کی وجہ سے بازو فریکچر ہو گیا۔

برائے بیمار پرسی: 0300-5595177

اللہ تعالیٰ تمام بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی بیماروں کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

اظہارِ خیال

دجال کی عالمی حکومت اور نیو ورلڈ آرڈر کی حقیقت

(قسط سوم)

رفیق چودھری

گریٹر اسرائیل کا تحریفات پر مبنی جواز اور زمینی حقائق

آج دنیا بھر کے لوگوں کے ذہنوں میں یہ فریب کوٹ کوٹ کر ٹھونسا جا رہا ہے کہ چونکہ آسمانی کتابوں میں یہودیوں سے سرزمین فلسطین کا وعدہ کیا گیا ہے، اس لیے وہاں یہودی ریاست اسرائیل کا قیام اُن کا حق ہے۔ صہیونی تو اس سے بھی آگے بڑھ کر دریائے نیل سے فرات تک کے سارے علاقے پر دعویٰ کرتے ہیں اور دنیا کو یہ فریب دیتے ہیں کہ آسمانی کتابوں میں اُن سے اس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ مسلم سیاستدان، بیوروکریٹس، صحافی اور مختلف شعبوں کے بااختیار لوگ جو یورپ کے تعلیمی اداروں سے پڑھ کر آتے ہیں اور واپس آ کر ملک کا نظام چلاتے ہیں، وہ بھی اسی فریب کا شکار ہیں کیونکہ ان کو اُن یونیورسٹیوں میں جو فری میسنری کا مطلوبہ روشن خیال فلسفہ پڑھایا جاتا ہے اور ''رواداری اور اعتدال پسندی'' کے جو سبق پڑھائے جاتے ہیں، اُن کے زیر اثر وہ بھی یہی سمجھتے ہیں کہ اگر آسمانی کتابوں میں اس سرزمین کا وعدہ بنی اسرائیل سے کیا گیا ہے تو پھر اسرائیل کی مخالفت کرنا ''شدت پسندی اور انتہا پسندی'' ہے وغیرہ۔ اسی تناظر میں ابراہم اکارڈز کے نام سے معاہدے بھی بعض مسلم حکمرانوں سے ہوئے اور اسی بنیاد پر انہوں نے اسرائیل کو تسلیم بھی کر لیا۔ کچھ نام نہاد مسلمان جو عالمی دجالی تنظیموں (فری میسنری، ایلومیناتی وغیرہ) سے وابستہ ہیں وہ تو اس کھوکھلے جواز کو بنیاد بنا کر کھلے عام اسرائیل کی حمایت بھی کرتے نظر آتے ہیں۔ تاہم یہ سب لوگ دراصل خود بھی ایک بہت بڑے فریب کا شکار ہیں اور دوسروں کو بھی دھوکہ دے رہے ہیں اور فتنہ دجال ہے ہی دھوکے کا نام۔ زیر نظر تحقیق کے ذریعے ہمارا مقصد اس فریب کو آشکار کرنا ہے۔

گریٹر اسرائیل کے صہیونی منصوبے کو مذہبی تحفظ فراہم کرنے کے لیے اس کے حمایتی اسے بائبل میں وعدے کی سرزمین سے جوڑتے ہیں۔ اس ضمن میں سب سے زیادہ جو حوالہ دیا جاتا ہے وہ یہ ہے:

''اُس دن خداوند نے ایک وعدہ کر کے ابرام سے ایک معاہدہ کر لیا۔ اور خداوند نے اُس سے کہا کہ میں تیری نسل کو یہ ملک دوں گا۔ میں اُن کو دریائے مصر سے دریائے فرات تک کے علاقے دوں گا۔'' (پیدائش 15 آیت 18)

صہیونیوں کے مطابق یہ وعدہ صرف بنی اسرائیل سے ہے اور ہمیشہ کے لیے ہے۔ مگر یہ تحریفات پر مبنی صہیونی تعبیر ہے جس کی تردید خود تورات اور یہودی ربیوں کی تشریحات میں موجود ہے۔ اس ضمن میں چند بنیادی حقائق ملاحظہ فرمائیے:

1۔ سرزمین موعود کا وعدہ صہیونیوں کے لیے نہیں ہے۔

صہیونی، کتاب پیدائش باب 17 آیت 21 کی روشنی میں اس عہد کو صرف بنی اسرائیل کے لیے مانتے ہیں جبکہ اسی باب کے شروع میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے کہ یہ عہد (Brit) ابراہیم علیہ السلام کی ملت کے لیے ہوگا اور اس کی علامت ختنہ (Brit Milah) ہوگا:

''پھر خدا نے ابرام سے کہا کہ تو میرے عہد کو ماننا اور تیرے بعد تیری نسل پشت در پشت اُسے مانے۔ اور میرا عہد جو میرے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے اور جسے تم مانو گے سو یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک فرزندِ نرینہ کا ختنہ کیا جائے۔'' (پیدائش 17، آیات 9 اور 10)

تمہارے ہاں پشت در پشت ہر لڑکے کا ختنہ جب وہ آٹھ روز کا ہو کیا جائے۔ خواہ وہ گھر میں پیدا ہو خواہ اُسے کسی پردیسی سے خریدا ہو جو تیری نسل سے نہیں۔ (پیدائش 17، آیت 12)

یہ عہد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تمام پیروکاروں کے لیے تھا، جن میں بنی اسماعیل بھی شامل تھے، بنی عیساؤ (یعقوبؑ کے بھائی کی نسل) بھی شامل تھے اور وہ لوگ بھی شامل تھے جو آپؑ کی نسل سے نہیں تھے لیکن آپؑ کے دین پر تھے۔ جیسا کہ آیت 4 اور 5 میں فرمایا:

''میرا عہد تیرے ساتھ ہے اور تو بہت قوموں کا باپ ہو گا اور تیرا نام پھر ابرام نہیں کہلائے گا بلکہ تیرا نام ابرہام ہو گا

کیونکہ میں نے تجھے بہت قوموں کا باپ ٹھہرا دیا ہے۔" (پیدائش 17)

اس بات کو خود یہودی ربی بھی مانتے ہیں۔ جیسا کہ ربی Rashi کے مطابق: "یہ آیت اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ ختنہ ابراہیم کے گھرانے کے ہر مرد پر واجب ہے، چاہے وہ اس کی نسل سے نہ ہو۔" ربی نحمانائیڈیز (Ramban) کے مطابق: "ختنہ کا مقصد صرف نسلی پہچان نہیں بلکہ ملت ابراہیمؑ میں شمولیت ہے۔ غلام یا غیر نسل پر بھی فرض ہے، کیونکہ وہ ابراہیمؑ کے گھرانے کا حصہ بن چکے ہیں۔"

معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیا گیا عہد اُن تمام لوگوں کے لیے ہے جو آپؑ کی ملت میں شامل ہیں۔ ختنہ اس عہد کی محض نشانی ہے لیکن عہد کی اصل حقیقت اطاعتِ خداوندی ہے اور اللہ کی نافرمانی عہد کی روح سے انحراف ہے۔ لہٰذا جس طرح نشانی پر عمل نہ کرنا اُس عہد سے خارج ہونا ہے (جیسا کہ آیت 14 میں اعلان کیا گیا) اسی طرح اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری سے انکار اور بغاوت نہ صرف عہد سے خارج ہونا ہے بلکہ اللہ کے عذاب کا بھی موجب ہے۔ جیسا کہ کتاب استثناء کا باب 10 عہد کی روح کو اللہ کے عطا کردہ احکام اور آئین پر عمل سے مشروط کرتے ہوئے واضح کہتا ہے:

"اس لیے اپنے دلوں کا ختنہ کرو۔" (آیت 16)

اسی طرح باب 30 میں ایک بار پھر واضح کیا گیا:

"اور خداوند تیرا خدا تیرے اور تیری اولاد کے دل کا ختنہ کرے گا تاکہ تُو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان سے محبت رکھے اور جیتا رہے۔"

تورات کے مطابق یرمیاہ نبیؑ اسی بات کی مزید وضاحت کے لیے اللہ کا پیغام یوں پہنچاتے ہیں:

"اے یہوداہ اور یروشلم کے باشندو، اپنے آپ کو رب کے لئے مخصوص کر کے اپنا ختنہ کراؤ یعنی اپنے دلوں کا ختنہ کراؤ، ورنہ میرا قہر تمہارے غلط کاموں کے باعث کبھی نہ بجھنے والی آگ کی طرح تجھ پر نازل ہوگا۔" (یرمیاہ 4:4)

ثابت ہوا کہ صہیونیت کا یہ دعویٰ بالکل بے بنیاد اور باطل ہے کہ سرزمین موعود کا وعدہ اُن سے کیا گیا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ وعدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تمام ملت کے لیے ہے لیکن اس عہد کی روح اللہ کے احکام اور آئین پر عمل پیرا ہونا ہے جبکہ صہیونیت اس سے متضاد راستے پر گامزن ہے۔ لہٰذا صہیونی سرزمین فلسطین پر اپنے علاوہ کسی کا حق تسلیم کرنے کے لیے جو تیار نہیں ہیں، یہ صرف اُن کی ہٹ دھرمی ہے۔ وہ اُسی عہد کے خلاف جا کر مسلمانوں کا قتل عام کر کے وہاں سے اُن کا صفایا کرنا چاہتے ہیں، جس کا وہ حوالہ دیتے ہیں۔ اسرائیل نے آئین میں ترمیم کر کے خود کو باقاعدہ کٹر یہودی ریاست ڈکلیئر کیا ہوا ہے، جس کے تحت اسرائیل کے اصل شہری صرف یہودی ہوں گے۔ یہ صہیونی منصوبہ بذات خود تورات کی اس آیت کی تعمیل سے انحراف، مخالفت اور سرکشی پر مبنی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ کئی راست باز یہودی تنظیمیں اور آرتھوڈوکس یہودی ربی بھی صہیونیت اور اس کے عزائم کو اللہ سے بغاوت اور سرکشی پر مبنی ابلیسی منصوبہ قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ امریکی ربی مائیکل لرنر کے مطابق:

"فلسطینیوں کی زمین پر بستیوں کی تعمیر، اور ان کو نکال دینا، تورات کے عدل اور رحمت کے اصولوں کے خلاف ہے۔"

جرمنی کے بہت بڑے یہودی ربی اور عالم سمسن رافیل ہرچ (1808ء-1888ء) کے مطابق اصل یہودیت ایک روحانی مشن ہے، قومی یا سیاسی قبضے کا منصوبہ نہیں۔ ہم فلسطینی عربوں کے حقوق تلف کر کے خدا کی خوشنودی حاصل نہیں کر سکتے۔ مغربی کنارے کے یہودی ربی مینا حم فرومن تو یہاں تک تسلیم کرتے ہیں کہ: یہودی خدا کے نام پر کسی عرب کو اس کے گھر سے نکالنے کا جواز نہیں رکھتے۔ یہ زمین صرف ہمیں نہیں، سب اولادِ ابراہیم کے لیے ہے۔" (We can live together on this Land)

ربی یوئیل ٹائٹل بام (Satmar Rebbe) اپنی کتاب Vayoel Moshe میں لکھتے ہیں:

"یہودیوں کے لیے فلسطینیوں سے زمین چھین کر ریاست قائم کرنا نہ تورات سے جائز ہے نہ اخلاق سے۔"

ان کے نزدیک صہیونی ریاست کا قیام تین حلفوں کی خلاف ورزی ہے:

1۔ یہودی جبراً اسرائیل میں واپس نہ آئیں۔
2۔ اقوام عالم کو جنگ کے ذریعے شکست نہ دیں۔
3۔ اقوام عالم یہودیوں پر حد سے زیادہ ظلم نہ کریں۔

درج بالا حقائق سے ثابت ہوتا ہے کہ فلسطین پر صہیونی قبضہ بالکل ناجائز اور بے بنیاد ہے اور اس کے لیے جو جواز اُنہوں نے تراشا ہے کہ اُن سے اس سرزمین کا وعدہ کیا گیا ہے، وہ بھی مکر اور فریب پر مبنی ہے۔ تورات یا کسی آسمانی کتاب میں ان سے ایسا کوئی وعدہ ہرگز نہیں کیا گیا جو خالصتاً صہیونی منصوبہ گریٹر اسرائیل کو جواز فراہم کرتا ہو۔ اگر اللہ کی جانب سے ملت ابراہیمؑ سے کوئی وعدہ کیا گیا ہے تو وہ بھی اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری سے مشروط ہے اور صہیونی اُس شرط پر ہرگز پورا نہیں اُترتے، جیسا کہ آگے چل کر ہم صہیونی منصوبہ کی اصل حقیقت کو جانیں گے۔ ان شاء اللہ! (جاری ہے) ❁❁❁

عید الاضحیٰ اور فلسفہ قربانی

اور حج اور عید الاضحیٰ اور اُن کی اصل روح
قرآن حکیم کے آئینے میں

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

کی ایک تقریر اور ایک تحریر پر مشتمل مختصر مگر جامع کتابچہ

☆ صفحات: 56 ☆ قیمت (اشاعت خاص): 120 روپے
☆ قیمت (اشاعت عام): 80 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36۔ کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور فون 03-35869501
www.maktaba.com.pk Whatsapp No. 0301-1115348

عجز اور کسل: اقامتِ دین کے کارکن کے لیے فکری و عملی رہنمائی

شوکت اللہ شاکر

اسلام ایک ایسا دین ہے، جو انسان کی ظاہری و باطنی کیفیتوں کو نہایت باریکی سے دیکھتا اور سنوارتا ہے۔ اقامتِ دین کی جدوجہد کرنے والے کارکن کے لیے یہ اور بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے باطن کا محاسبہ کرے، کیونکہ یہی باطن اس کے عمل کی سمت متعین کرتا ہے۔ عجز اور کسل دونوں عمل کو روک دیتے ہیں مگر ان کی حقیقت جدا ہے۔ درحقیقت دعوت و تحریک کے میدان میں ایک رہنما اصول کی حیثیت رکھتا ہے۔

عجز: آزمائش، نہ کہ عذر

عجز اس کیفیت کا نام ہے جس میں انسان کے اندر ارادہ اور تڑپ موجود ہوتی ہے، مگر خارجی یا داخلی اسباب اس کے راستے میں رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ بیماری، وسائل کی قلت، حالات کی سختی یا معاشرتی دباؤ۔ یہ سب عجز کی صورتیں ہیں۔

قرآن مجید اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ جو لوگ واقعی نیت رکھتے ہیں مگر استطاعت نہیں پاتے، وہ عند اللہ ماجور ہیں: ﴿لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَىٰ وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يُنفِقُونَ حَرَجٌ﴾ (التوبہ: 91) ”کمزوروں، بیماروں اور ان لوگوں پر کوئی گناہ نہیں جو خرچ کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے، جبکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے خیر خواہ ہوں۔“

اقامتِ دین کے کارکن کے لیے یہ پیغام ہے کہ اگر کبھی حالات اس کی راہ روک دیں تو وہ مایوسی کا شکار نہ ہو۔ اس کی نیت، اس کا درد، اور اس کی تڑپ ضائع نہیں جاتی۔ البتہ اُسے چاہیے کہ جہاں تک ممکن ہو، اپنی استطاعت کے دائرے کو بڑھانے کی کوشش جاری رکھے۔

کسل: ایک باطنی مرض اور عملی رکاوٹ

کسل (سستی) ایک ایسا خطرناک مرض ہے جو بظاہر آرام دہ لگتا ہے مگر اندر سے انسان کو کھوکھلا کر دیتا ہے۔ اس میں وسائل کی کمی نہیں ہوتی بلکہ عزم کی کمی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے منافقین کی ایک نمایاں علامت ”کسل“ کو قرار دیا: ﴿وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَىٰ﴾ (سورۃ النساء: 142) ”اور جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔“

یہ آیت اقامتِ دین کے کارکن کے لیے ایک آئینہ ہے۔ اگر اس کی عبادت، اس کی دعوت، اس کی تنظیمی ذمہ داریاں بوجھ محسوس ہونے لگیں تو اسے سمجھ لینا چاہیے کہ کسل اس کے دل میں جگہ بنا رہا ہے۔

نبوی تعلیم: دونوں سے پناہ

نبی اکرم ﷺ نے عجز اور کسل دونوں سے پناہ مانگی، کیونکہ ایک انسان کو روک دیتا ہے اور دوسرا اسے بگاڑ دیتا ہے:

((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ))

”اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بے بسی اور سستی سے۔“ (صحیح بخاری)

یہ دعا دراصل ایک داعی کے لیے روزانہ کا وظیفہ ہونی چاہیے، کیونکہ اقامت دین کا راستہ مسلسل جدوجہد اور استقامت کا تقاضا کرتا ہے۔

اقامتِ دین کے کارکن کے لیے عصری رہنمائی

آج کے دور میں جہاں distractions (توجہ ہٹانے والے عوامل) اپنی انتہا کو پہنچ چکے ہیں، وہاں کسل کی شکلیں بھی بدل گئی ہیں، جن میں سے ایک اور شاید سب سے بڑی distraction سوشل میڈیا کی دنیا میں بے مقصد وقت برباد کرنا ہے۔

عجز کے حصول اور کسل سے نجات کے لیے چند عملی تجاویز

دینی کام کو مؤخر کرنا (Procrastination) آسانی طلبی (Comfort Zone) کی عادت کے شکار ایک کارکن کے لیے ضروری ہے کہ وہ درج ذیل اصولوں کو اپنائے:

1۔ نیت کی تجدید:

ہر کام سے پہلے اپنے مقصد کو تازہ کرے کہ یہ محض سرگرمی نہیں بلکہ اقامتِ دین کی جدوجہد ہے۔

2۔ نظم و ضبط (Discipline):

روزانہ کا شیڈول بنائے اور اس پر سختی سے عمل کرے، کیونکہ کسل بے ترتیبی میں پروان چڑھتا ہے۔

3۔ صحبتِ صالحین:

فعال اور متحرک لوگوں کی صحبت اختیار کرے، کیونکہ ماحول انسان کے مزاج کو تشکیل دیتا ہے۔

4۔ تدریج (Gradual Progress):

اپنے اوپر بوجھ نہ ڈالے بلکہ تھوڑا مگر مستقل کام کرے۔ یہی سنتِ نبوی ﷺ ہے۔

نتیجہ

عجز اور کسل کے درمیان فرق کو سمجھنا ایک کارکن کے لیے نہایت ضروری ہے۔ عجز میں امید ہے، اجر ہے اور صبر ہے؛ جبکہ کسل میں زوال ہے، غفلت ہے اور محرومی ہے۔

اقامتِ دین کا راستہ ان لوگوں کا منتظر ہے جو دل کی آگ اور عمل کی لگن دونوں رکھتے ہوں۔ جب نیت کی سچائی، دل کی رغبت، اور جسم کی محنت یکجا ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کے ذریعے تاریخ کا دھارا بدل دیتا ہے۔

❁❁❁

ضرورت رشتہ

☆ قصور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 25 سال، تعلیم بی ایس سی ایس (PU،BSCS)، قد "5'.8 کے لیے دینی مزاج کی حامل تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0325-4535237
0325-4535238

☆ صوم وصلوٰۃ کی پابند بیٹی، عمر 27 سال، لاہور کی ایک معروف یونیورسٹی میں لیکچرار، تعلیم ایم ایس (یونیورسٹی آف کیلیفورنیا)، کے لیے دینی مزاج کے حامل، برسرروزگار لڑکے کا (لاہور یا بیرون ملک) رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0300-1491820

☆ خان گڑھ میں رہائش پذیر رفیق تنظیم، عمر 31 سال، تعلیم بی ایس کمپیوٹر سائنس، کے لیے باشرع، دیندار گھرانے سے صوم وصلوٰۃ اور پردے کی پابند لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں، ملتان یا گردونواح کے والدین رابطہ کریں۔
برائے رابطہ: 0301-6900174

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کرلیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

سمندری کھیل جاری ہیں!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

سیاستِ عالم، ' انتہائی نگہداشت وارڈ ' میں گویا مریض بنی پڑی ہے۔ منٹوں، گھنٹوں کے اعتبار سے رپورٹیں جاری ہوتی رہتی ہیں۔ لواحقین پوری دنیا میں رُلے پڑے ہیں۔ یو این امدادی سہولیات کے چیف، ٹام فلیچر کے مطابق انسانی ضروریات کے لیے ناگزیر امداد نہ پہنچ پانے پر شدید تشویش ہے۔ یو این سربراہ گوتریس فوری پُر امن جامع حل مانگ رہے ہیں۔ ہرمز کی خاطر تواضع، (جنگی، سفارتی) علاج معالجے پر اتنے بھاری اخراجات نہ اٹھتے تو ان کے مطابق 8 کروڑ 70 لاکھ افراد کی مدد کی جاسکتی تھی۔ امریکہ، اسرائیل ایران جنگ میں اندر خانے امریکہ (ہاؤس آرمڈ سروسز کمیٹی) میں بھی شدید لے دے جاری ہے۔ سینیٹر روکھنا، سیکرٹری دفاع ہیگستھ پر چڑھ دوڑے۔ 'تمہیں اندازہ ہی نہیں کہ عام امریکن اس کی کیا قیمت ادا کر رہا ہے۔ دو ماہ سے (زائد ہو رہے ہیں) اس جنگ کی قیمت 631 ارب ڈالر ہے، پلٹ پلٹ کر سوالوں میں کھنا نے بتائی۔ اسلحہ، اڈوں کو نقصان، امریکی عوام پر گیس، خوراک کی مد میں بوجھ۔ تم عوام سے قطع نظر صرف نیوکلیئر ایران کا نکتہ دہرائے جا رہے ہو۔ تم نے لوگوں سے وعدہ کیا تھا کہ ہم پرائی جنگوں میں نہ گھسیں گے، قیمتیں نیچے لائیں گے۔ امریکہ کو دوبارہ عظیم بنائیں گے۔' (عوام نے اگر واقعی اس پر ٹرمپ کو ووٹ دیئے تھے تو، اس طرح تو ہوتا ہے اس طرح کے کاموں میں!) یعنی MAGA کا وعدہ تھا! اب صورت حال مسلسل یہ ہے کہ پل میں تولہ پل میں ماشہ۔ امریکہ دھمکی لیے چلا آیا: ہم ہرمز میں پھنسے جہاز نکالنے کو 'پراجیکٹ آزادی' لیے آ رہے ہیں۔ ایران نے جواب میں دیر نہ کی: امریکہ نے ہرمز میں گھسنے کی کوشش کی تو حملہ ہوگا۔ ایرانی فوج وہاں موجود ہے، انتباہ کرتے ہیں تمام کمرشل جہازوں، ٹینکروں کو کہ ایرانی فوج کی اجازت کے بغیر گزرنے کی ہر کوشش پر حملہ کیا جائے گا۔

دوسری جانب تجزیہ کاروں کی بھی تنبیہ یہی ہے کہ سوائے سفارتی مذاکرات کے کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔ پاکستان اور ایران کے وزرائے خارجہ میز پر بیٹھے سفارتی (ہومیوپیتھک پڑیاں دے کر) علاج نامے جاری کرتے رہتے ہیں۔ دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ مسائل صرف بات چیت اور سفارت کاری سے حل ہوں گے جو وسیع تر استحکام اور امن قائم کر سکے گا۔ اس دوران امریکہ نے ایرانی جہاز 'توسکا' جس پر قبضہ کر رکھا تھا، اس کے عملے کے 22 افراد پاکستان کے حوالے کر دیئے جو ایک مثبت اشارہ ہے۔ ایک قدم درست سمت میں اٹھتا بھی ہے تو اگلے لمحے پھر گھن گرج بھری بیاناتی گڑگڑاہٹ چل پڑتی ہے۔ اندازہ کیجیے کہ 'کسی کی جان گئی آپ کی ادا ٹھہری!'

دنیا میں تیل کی قیمت سے عوام دربدر ہو رہے ہیں اور یہ دونوں مہیب سمندروں میں چھپن چھپائی کا کھیل جاری رکھے ہیں۔ ایرانی سپر ٹینکر، امریکی نیوی سے بچ بچا کر مشرقِ بعید جا پہنچا۔ 220 ملین ڈالر کا 1.9 ملین بیرل تیل لیے۔ ریڈیو سگنل بند کر کے وہ 20 مارچ کو نکلا۔ چھپ چھپا کر اب انڈونیشیا کی آبنائے لومباک سے گزر رہا ہے۔ بچوں کا بچپن چرا کر انہیں ڈیجیٹل دنیا کے حوالے کر دیا اور ان کے خاموش معصوم کھیل چھین کر خود دنیا زیر و زبر کرنے پر آ گئے۔

سب کو یہاں اپنی سی ڈال کر، ایران جنگ میں دھیان بٹا کر، اسرائیل دھڑا دھڑ لبنان پر بم برسا رہا ہے۔ غزہ میں پیلی لائن قائم کی تھی حدِ فاصل، غزہ اور قابض فوج مابین۔ اب مسلسل جنگ بندی کی خلاف ورزیوں اور فلسطینی خون بہا کر پیلی لائن نارنجی ہو گئی۔ اسرائیلی فوج آگے بڑھ کر مزید زمین ہتھیا کر اب نئی نارنجی لائن بنا بیٹھی ہے۔ امریکہ تجاہلِ عارفانہ سے منہ موڑے بیٹھا ہے۔ مسلم دنیا کی غیرت خراٹے لے رہی ہے۔ عوام بڑھتی بے روزگاری، خالی پیٹ پیدل چلتے بے حال ہیں۔ سرکاری گاڑیوں کی باراتیں حسب سابق رواں دواں ہیں۔ بچوں کی پڑھائی ستیا ناس ہو چکی۔ نظامِ زندگی، معاشرت درہم برہم؟! البتہ فلوٹیلا واحد عالمی دردمندوں کا گروہ ہے جو غزہ کو نہ بھولا۔ بحمد اللہ 63 کشتیاں رواں دواں تھیں۔ اللہ سمندروں کی ہمنوائی فراواں رکھے۔ اسرائیل حسبِ سابق حملہ آور ہوا۔ پاکستان سے اپنا حصہ ڈالنے کو بحری مجاہد سینیٹر مشتاق ہمراہ رہے۔ 22 کشتیوں سے 179 ممبران اغوا ہوئے بشمول سینیٹر مشتاق۔ اب دو قید میں باقی ہیں۔ جن میں برازیلی تیاگو تیسری مرتبہ فلوٹیلا قافلے میں گئے۔ یہ غیر مسلم نوجوان 2 ارب مسلمانوں پر بھاری ہے جو جان داؤ پر لگا کر غزہ کے مظلوموں کی دادرسی کے لیے حاضر ہے۔ اللہ تعالیٰ ایمان سے مالا مال کر دے۔ ہتھکڑیاں، قید تنہائی اور اسرائیلی وحشی تشدد کا نشانہ بھی بنے۔ اللہ حفاظت فرمائے۔ (آمین) تل ابیب میں بھی یہودی عوام تپ اُٹھے ہیں۔ مظاہرے ہو رہے ہیں۔ نیتن یاہو سے بیزار ایک شخص کہہ رہا ہے کہ ایسا وزیراعظم ہے جو سمجھتا ہے ہر مسئلے کا حل اندھی طاقت کا استعمال، قتل و غارت گری، جنگی جرائم ہیں۔ ہم تو گویا تباہی، بمباریوں کے نشے میں گم ہیں۔ ایک نے کارٹون اُٹھا رکھا ہے جس میں ٹرمپ، مدہوش، بین بجاتا سپیرا ہے جس کی ٹوکری سے نیتن یاہو بصورت سانپ برآمد ہو رہا ہے۔

پوری دنیا میں جابجا جنگی بلائیں ٹوٹی پڑ رہی ہیں۔ مسلم دنیا ہدف ہے۔ مالی کا قصور یہ رہا کہ شمالی افریقہ کا یہ ملک یورینیم اور سونے کی دولت رکھتا ہے۔ سیاہ فام اور مسلمان ہو تو ظاہر ہے دنیا کے وسائل کے اصل حقدار تو گوری سفید فام طاقتیں ہیں۔ لہٰذا وطیرہ تو صدیوں سے چلا آ رہا ہے کہ خصوصاً افریقی دنیا کے وسائل گوروں نے جی بھر کے لوٹے۔ باہمی تقسیم طے کر کے یہ خطہ انہی کے زیرِ قبضہ رہا۔ مالی میں بھی مقامی کرپٹ حکمرانوں کو تعینات کر کے لوٹے وسائل کا کچھ حصہ اُنہیں ملتا، وہ عوام کو آہنی ہاتھ سے حق طلبی سے باز رکھتے۔ اسلام کو سر اُٹھانے کی اجازت نہ ملتی۔ عیسائیت بھی پھیلانے کا بہانہ رہا۔ بین الاقوامی قوانین کا ڈراما بھی رچالیا۔ یو این قیامِ امن کی فوجیں بھی ہمراہ لے جاتے رہے۔ عوام کی فلاح و بہبود کو این جی اوز کی بھاری تنخواہوں والی نفری کا ڈراما بھی چلتا۔ جمہوریت کا بہانہ/ افسانہ بھی کہیں چلا لیتے۔ مالی بھی انہی میں سے تھا۔ افریقہ انسانی وسائل کے اعتبار سے غلام بھی مہیا کرتا رہا گورے آقاؤں کو۔ یورپ امریکہ کی غلامی کی ہولناک

تاریخ کی ایک جھلک الیکس ہیلے کی کتاب 'Roots' میں دیکھی جا سکتی ہے۔ حالیہ تاریخ میں امریکہ میں جو تحریک 'بلیک لائفز میٹر' (سیاہ فام بھی زندگی کا حق رکھتے ہیں!) چلی، وہ نکال کر پڑھ لیجیے، قبل اس کے کہ گوگل سے یہ سب مٹا دیا جائے! ہیگسیتھ، امریکی وزیر دفاع، دورِ حاضر کا صلیبی جنگجو، (سینے بازو پر صلیبی علامات کندہ 'ٹیٹوز' کرا رکھی ہیں) نے 400 کتابوں پر پابندی لگا دی۔ امریکی تاریخ کے سیاہ ابواب مٹا دینے کو۔ اس پر شدید تنقید اور احتجاج ہوا۔ ڈیموکریٹس نے بھی کہا کہ سنسر شپ بزدلی ہے۔ آئینہ توڑ دینے کے مترادف ہے۔ امریکہ کے نسل پرست ماضی اور حال کا آئینہ، جس میں حقائق سے پردہ اُٹھتا ہے۔

مالی، جس کی آبادی 12 ملین ہے۔ 90 فی صد سنی مسلمان ہیں۔ 5 فی صد عیسائی۔ دنیا کے 10 غریب ترین ممالک میں سے ہے۔ سونا اور یورینیم (جس کی خاطر فرانس قابض رہا)، زراعت، مویشی، زرعی اجناس مچھلی / ماہی گیری کے باوجود اتنی غربت لا یعنی ہے۔ لیکن وجوہات میں عالمی طاقتوں اور مقامی کرپٹ حکمرانوں کا گٹھ جوڑ ہے، اور گھن کی طرح دبے پسے عوام۔ فرانس کے لیے یورینیم نکالا جاتا رہا۔ مالی کے عوام کے لیے حفاظتی اقدامات پر 'پیسہ ضائع' نہ کیا جاتا۔ کینسر انہیں چاٹ جاتا۔ شاندار ہسپتال صرف فرنچ یا حکمرانوں کو سہولتیں دیتے۔ یہ تو مغربی 'جین زی' یا مسلمان اخوانی، حماس جیسے امریکہ یورپ کی بڑی یونیورسٹیوں میں پڑھ کر حقیقی بین الاقوامی سیاست سے آگاہ ہوئے۔ استحصالی مغرب کا حقیقی چہرہ سامنے آیا تو خود مغرب میں سیاہ فام حقوق کے لیے تحریکیں اُٹھیں۔ دوسری طرف مسلم ممالک میں عرب بہار نے سر اُٹھایا جسے بشار الاسد، حسنی مبارک، السیسی جیسے حکمرانوں کے ہاتھوں کچل کر جھنجھوڑ کر رکھ دیا گیا۔ اب مالی پر اسلام پسند، آزادی پسند قوتیں اسی طرح اُٹھی ہیں۔ فرانس وہاں سے نکلا تو روسی کرائے کے فوجی (ویگنر) اور مقامی بدعنوان حکمران قابض رہے۔ اب ان کی شامت اعمال کو یہ مزاحمت جاری ہے۔ مالی کا وزیر دفاع ہلاک اور حکومتی فوج تتر بتر! ویگنر کے روسی بدمعاش مارے گئے ..... بھاگ نکلے۔ مزاحمت نے چیلنج کھڑا کر دیا ہے۔ اللہ خیر کا معاملہ کرے۔ مسلم آبادیوں کو آزادی از سر نو عطا فرمائے۔ (آمین)

❁❁❁

گوشۂ انسدادِ سود

پاکستان میں انسدادِ سود کی کوششوں کی تاریخ اور مستقبل کے امکانات

(گزشتہ سے پیوستہ)

گویا اس طرح انسدادِ سود کی اب تک کی جملہ مساعی کا حاصل صفر ہے۔ اور اس وقت پاکستان میں بینکوں کی FINANCING کی اکثر و بیشتر اور اہم ترمدات میں تو اعلانیہ طور پر مارک اپ کا وہ اصول کارفرما ہے جو کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی' فیڈرل شریعت کورٹ' اور کمیشن فار اسلامائزیشن سب کے نزدیک ''ربا'' ہے۔ مزید برآں جن چند غیر سودی مدات کا آغاز کیا گیا تھا ان میں سے بعض اگرچہ بظاہر ابھی جاری ہیں' جیسے اجارہ' مشارکہ' تعمیراتی فنانسنگ اور ICP'N.I.T کی سکیمیں' ان سب کے قواعد و ضوابط میں بھی رفتہ رفتہ جو تبدیلیاں کر دی گئی ہیں ان کی بنا پر یہ سب بھی ''ربا'' ہی کی صورت اختیار کر چکی ہیں اور 1991ء میں فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے سے جو نئی تاریخ شروع ہوئی تھی اسے اپیل کے ''سرد خانے'' میں ''منجمد'' کر دیا گیا ہے! (جاری ہے)

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 1476 دن گزر چکے!

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(24 اپریل تا 3 مئی 2026ء)

جمعۃ المبارک 24 اپریل: خطاب جمعہ (اردو تقریر) مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، ڈیفنس کراچی میں ارشاد فرمایا۔ بعد نمازِ جمعہ ناظم مالیات محترم فیصل منصوری سے مختصر ملاقات کی۔

ہفتہ 25 اپریل: شام میں انجمن خدام القرآن سندھ کراچی کے ہیڈ آفس میں امریکہ میں مقیم محترم باسط ندیم کے ساتھ آن لائن podcast کی ریکارڈنگ کرائی۔

اتوار 26 اپریل: صبح اسلام آباد روانگی ہوئی۔ انجمن خدام القرآن اسلام آباد کے تحت رجوع الی القرآن کورسز کی تقریب تقسیم اسناد میں شرکت کی اور شرکاء سے خطاب کیا۔ مزید براں دوپہر میں انجمن خدام القرآن اسلام آباد اور تنظیم اسلامی کے احباب کے ایک اجتماع میں ''تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ شام میں اراکینِ انجمن خدام القرآن اسلام آباد کے ساتھ ایک مختصر ملاقات رہی۔ بعد ازاں کراچی روانگی ہوئی۔

بدھ 29 اپریل: رات کو لاہور آمد ہوئی۔

جمعرات 30 اپریل: مرکزی اسرہ کے اجلاس کی صدارت کی۔ دوپہر کو شعبہ تعلیم و تربیت اور شام میں شعبہ نظامت کے اجلاسوں کی صدارت کی۔

جمعۃ المبارک 01 مئی: صبح شعبہ رابطہ، قانونی و انتظامی امور کے اجلاس کی صدارت کی۔ خطاب جمعہ سے قبل مرکزی ناظم نشر و اشاعت سے مختصر ملاقات کی۔ خطاب جمعہ (اردو تقریر) مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، ماڈل ٹاؤن لاہور میں ارشاد فرمایا۔ دوپہر کو شعبہ نشر و اشاعت اور شام کو شعبہ زکوٰۃ و انگریزی کے اجلاسوں کی صدارت کی۔

ہفتہ 02 مئی: دن میں انتظامی امور کے حوالہ سے ایک خصوصی اجلاس کی صدارت کی۔ شام کو کراچی روانگی ہوئی۔

اتوار 03 مئی: بعد نمازِ عشاء تربیتِ حج کے حوالہ سے ایک آن لائن پروگرام میں گفتگو کی۔

معمول کی مصروفیات: نائب امیر صاحب سے مستقل آن لائن رابطہ رہا نیز تنظیمی امور انجام دیئے۔ متفقہ ترجمہ قرآن کے حوالہ سے ذمہ داریاں ادا کیں۔ معمول کی کچھ ریکارڈنگز کرائیں۔ بعض رفقاء و احباب سے مزاج پرسی اور تعزیت کے حوالہ سے رابطہ رہا۔

پاکستان کی نظریاتی شناخت کو مسخ نہ کریں!

ڈاکٹر ضمیر اختر خان

پاکستان محض ایک جغرافیائی خطہ نہیں بلکہ ایک نظریہ، ایک امانت اور ایک ذمہ داری کا نام ہے۔ یہ وہ مملکت ہے جو ''لا الٰہ الا اللہ'' کے مقدس کلمے کی بنیاد پر وجود میں آئی، جس کا مقصد دنیا کے سامنے اسلام کے عادلانہ، پاکیزہ اور متوازن نظامِ حیات کو پیش کرنا تھا۔ مگر آج افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اسی سرزمین پر ایسے رجحانات فروغ پا رہے ہیں جو اس کی نظریاتی اساس کو کمزور بلکہ مسخ کرنے کا باعث بن رہے ہیں۔

کراچی سے ایک رپورٹ کے مطابق 28 اپریل 2026ء کو آرٹس کونسل آف پاکستان کے زیرِ اہتمام رقص کے عالمی دن کی مناسبت سے رنگارنگ پروگرام کا انعقاد کیا گیا، جس میں بین الاقوامی شہرت یافتہ رقاصاؤں اور فنکاروں نے اپنی پرفارمنس سے حاضرین کو محظوظ کر دیا۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ''رقص کے عالمی دن'' کے نام پر ہونے والی تقریبات، صرف ایک ثقافتی سرگرمی نہیں بلکہ ایک فکری و تہذیبی چیلنج ہے۔ سوال یہ نہیں کہ رقص ہوا یا نہیں، بلکہ اصل سوال یہ ہے کہ کیا یہ سرگرمیاں اسلامی جمہوریہ پاکستان کی شناخت سے ہم آہنگ ہیں؟ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر پہلو کی رہنمائی کرتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ اہلِ ایمان میں بے حیائی کا چرچا ہو اُن کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔'' (سورۃ النور: 19)۔ آیت کے یہ الفاظ بے حیائی پھیلانے کی تمام صورتوں پر حاوی ہیں۔ ان کا اطلاق عملاً بدکاری کے اڈے قائم کرنے پر بھی ہوتا ہے اور بداخلاقی کی ترغیب دینے والے اور اس کے لیے جذبات کو اکسانے والے قصوں، اشعار، گانوں، تصویروں اور کھیل تماشوں پر بھی۔ نیز وہ کلب اور ہوٹل اور دوسرے ادارے بھی ان کی زد میں آ جاتے ہیں جن میں مخلوط رقص اور مخلوط تفریحات کا انتظام کیا جاتا ہے۔ قرآن صاف کہہ رہا ہے کہ یہ سب لوگ مجرم ہیں۔ صرف آخرت ہی میں نہیں دنیا میں بھی ان کو سزا ملنی چاہیے۔ لہٰذا ایک اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ اشاعتِ فحش کے ان تمام ذرائع و وسائل کا سدباب کرے۔ اس کے قانونِ تعزیرات میں ان تمام افعال کو مستلزمِ سزا، قابلِ دست اندازیٔ پولیس ہونا چاہیے جن کو قرآن یہاں پبلک کے خلاف جرائم قرار دے رہا ہے اور فیصلہ کر رہا ہے کہ ان کا ارتکاب کرنے والے سزا کے مستحق ہیں۔

مزید براں مسلمان مردوں اور عورتوں کو حکم ہے: ''اے نبی مومنین سے کہیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔'' (سورۃ النور: 31،30)
اسی طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''حیا ایمان کا حصہ ہے۔'' (صحیح بخاری)

یہ تعلیمات ہمیں ایک پاکیزہ معاشرہ تشکیل دینے کی دعوت دیتی ہیں، جہاں تفریح بھی اخلاقی حدود کے اندر ہو، نہ کہ بے حیائی اور نمود و نمائش کا ذریعہ بن جائے۔ یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیے کہ اسلام تفریح یا خوشی کے خلاف نہیں، بلکہ بے راہ روی اور حدود سے تجاوز کے خلاف ہے۔ اگر تفریح انسان کو اخلاقی گراوٹ کی طرف لے جائے، اس کے دل سے حیا کو ختم کرے، اور معاشرے میں فحاشی کو عام کرے، تو ایسی سرگرمیاں کسی بھی اسلامی معاشرے کے لیے زہرِ قاتل ہیں۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومتِ پاکستان اپنی آئینی ذمہ داری کو سمجھے۔ دستورِ پاکستان کی دفعہ 37(g) واضح طور پر ریاست کو پابند کرتی ہے کہ وہ فحاشی و عریانی کے خاتمے کے لیے اقدامات کرے۔ لہٰذا ایسے پروگراموں کی سرپرستی یا اجازت دینا آئین اور نظریۂ پاکستان دونوں سے انحراف ہے۔

علماء کرام اپنی دینی ذمہ داری ادا کریں۔ منبر و محراب سے اس فکری یلغار کے خلاف آواز بلند کریں، عوام کو شعور دیں، اور اسلامی تہذیب کے تحفظ کے لیے رہنمائی فراہم کریں۔ دانشور اور اہلِ قلم اپنی تحریروں اور مکالمے کے ذریعے قوم کی فکری رہنمائی کریں۔ یہ وقت خاموشی کا نہیں بلکہ حق گوئی کا ہے، تاکہ آنے والی نسلیں اپنی شناخت سے محروم نہ ہو جائیں۔

ہمیں یہ بھی سمجھنا ہوگا کہ یہ محض چند پروگراموں کا مسئلہ نہیں، بلکہ ایک تہذیبی جنگ ہے جس میں ہماری اقدار، ہماری پہچان اور ہمارا مستقبل داؤ پر لگا ہوا ہے۔ اگر آج ہم نے غفلت برتی تو کل ہماری نسلیں ہم سے یہ سوال کریں گی کہ جب ہماری شناخت مٹائی جا رہی تھی تو ہم کہاں تھے؟

آخر میں ایک درد بھری اپیل: آئیے! ہم سب مل کر اس ملک کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کریں۔ جس طرح ہماری افواج نے جغرافیائی سرحدوں کا دفاع کیا، اسی طرح ہمیں اپنی تہذیبی اور فکری سرحدوں کی حفاظت کرنی ہوگی۔

پاکستان کو وہی پاکستان بنانا ہوگا جس کا خواب اس کے بانیوں نے دیکھا تھا۔ ایک ایسا معاشرہ جہاں اسلامی اقدار، حیا، اور اخلاقی پاکیزگی زندگی کے ہر شعبے میں نمایاں ہو۔

ورنہ یاد رکھیے! قومیں صرف میدانِ جنگ میں نہیں، بلکہ اپنی تہذیب اور اقدار سے دور ہو کر بھی شکست کھا جاتی ہیں۔ مئی 2025ء میں پاکستان نے اپنے پڑوسی ملک بھارت کے آپریشن ''سندور'' کا توڑ قرآنی عنوان ''بنیان مرصوص'' سے کر کے ایک طرف بھارت کو پریشان کیا تو دوسری طرف ساری دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ اس کے بعد اللہ جل شانہ نے پے بہ پے پاکستان پر اپنے کرم و نوازشات کا سلسلہ جاری فرمایا۔ جون 2025ء میں اسرائیل نے ایران پر جارحیت کا ارتکاب کیا تو پاکستان نے نہ صرف ایران کی کھل کر حمایت کی بلکہ امریکہ کی طرف سے جنگی جہازوں کی پروازوں کے لیے درکار سہولت کے مطالبے کو بھی ماننے سے انکار کر دیا۔ پھر تو اللہ نے پاکستان کا عالمی سطح پر وقار بلند کرنے کے ساتھ ایک طرح کا رعب بھی قائم کر دیا۔ اس پر پوری ملت اسلامیہ پاکستان کو اللہ جل جلالہ کے حضور سربسجود ہونا چاہیے۔ فروری 2026ء میں رمضان المبارک کے مہینے میں امریکہ اور اسرائیل نے ایران پر ہلہ بول دیا۔ اب پھر پاکستان کے

سامنے ایک بڑی آزمائش آئی۔ یہاں بھی اللہ پاک نے پاکستان کی سیاسی وعسکری قیادت کو ہمت وجرأت عطا کی اور پاکستان نے اپنے پڑوسی ملک ایران کا حق ادا کرتے ہوئے اس کا بھرپور ساتھ دیا اور سفارتی محاذ پر زبردست جدوجہد شروع کر دی۔ بالآخر امریکہ اور ایران کے درمیان عارضی سیز فائر کروانے میں کامیاب ہوگیا۔ ساری دنیا نے پاکستان کے اس غیر معمولی سفارتی کردار کی تعریف کی اور عالمی سطح پر پاکستان کا نام روشن ہوا۔ یہ سب اللہ کی نصرت وتائید اور عالم اسباب میں ہماری سیاسی وعسکری قیادت کی محنت کا ثمرہ ہے۔ کلمے کے نام پر بننے والے ملک نے دوسروں کے پیچھے نہیں چلنا بلکہ دوسروں کو اسلام کے صراطِ مستقیم کی طرف لانا ہے۔ گویا

وقت فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نور توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

ہمارے پاس رقص وسرود، PSL کے نام پر کرکٹ مقابلوں اور دیگر اور فضولیات کے لیے وقت نہیں ہے۔

❀❀❀

دعائے مغفرت
إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

☆ حلقہ پوٹھوہار کے ناظم ذیلی حلقہ محترم علی اختر اعوان کی والدہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0305-8750695

☆ حلقہ اسلام آباد کے سابق ناظم بیت المال محترم ملک ناصر کی اہلیہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0300-8551990

☆ حلقہ پنجاب جنوبی ملتان شمالی کے نقیب محترم محسن افضل کے ماموں وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0304-8082060

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

اعتذار

شمارہ نمبر 16 کے سرورق پر سورۃ البقرہ کی آیت غلط پرنٹ ہوئی ہے۔ اس سہو پر ہم معذرت خواہ ہیں۔ (ادارہ)

غلبہ و اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں

تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ میثاق لاہور

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

شمارہ مئی 2026ء
ذوالحجہ ۱۴۴۷ھ

مشمولات

☆ عرضِ احوال: اُمّتِ مُسلمہ: اِتحاد ہی میں بقا! —— رضاء الحق

☆ تذکرہ و تبصرہ: مسلم دُنیا کی وحدت —— شجاع الدین شیخ

☆ ابوظبی سیمینار: حقیقتِ ایمان —— ڈاکٹر اسرار احمدؒ

☆ درسِ قرآن: سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ (۷) —— ڈاکٹر اسرار احمدؒ

☆ رفتید ولے نہ از دلِ ما: بیسویں صدی کا ایک عظیم داعئ قرآن —— حافظ طاہر عبداللہ صدیقی، ناصر الدین

☆ ظروف و احوال: حرفِ بدرا برلب آوردن خطاست! —— ایوب بیگ مرزا

☆ دعوتِ فکر: صہیونیت اور ہندوتوا: ایک ہی سکّے کے دو رُخ —— رانا عرفان علی

☆ صفحات: 100 ☆ قیمت فی شمارہ: 60 روپے ☆ سالانہ زرِتعاون (اندرون ملک) 600 روپے

مکتبہ خُدّام القرآن لاہور: K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون 3-35869501(042)
0301-1115348 maktaba@tanzeem.org

ہفت روزہ ندائے خلافت میں ”ضرورتِ رشتہ“ کے اشتہار سے متعلق ہدایات

قواعد وضوابط

(1) ندائے خلافت میں بنیادی طور پر رفقاء ورفیقاتِ تنظیم یا ان کے قریبی رشتہ داروں کے ”ضرورتِ رشتہ“ کے اشتہار شائع کیے جاتے ہیں۔

(2) فی اشتہار 500 روپے ہدیہ وصول کیا جائے گا۔ رقم نقد مکتبہ خدام القرآن یا بنک اکاؤنٹ (0062 871003) مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور، دبئی اسلامک بنک، پیکو روڈ لاہور کے ذریعے وصول کی جائے گی۔

(3) رفقاء ورفیقات کے قریبی رشتہ داروں مثلاً بیٹا، بیٹی، بہن، بھائی وغیرہ کے ضرورتِ رشتہ کے لیے بھی یہی اصول اور ریٹ کارفرما ہوگا۔

(4) ایسے خواتین وحضرات جن کو تنظیم کے ذمہ داران Recommend کریں، کا اشتہار شائع کیا جائے گا۔

(5) ایسے اشتہارات شائع نہیں کیے جائیں گے جن میں ذات پات کی پابندی یا دنیوی عہدے یا حیثیت کو شرط بنایا گیا ہو۔ نیز اشتہار میں اس بات کا تذکرہ بھی لازماً ہوگا کہ دینی مزاج کے حامل گھرانے سے رشتہ درکار ہے۔

(6) کسی میرج بیورو کا اشتہار شائع نہیں ہوگا۔

(7) اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کرلیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

چمکدار صفائی
گہرائی تک اثر
Net Weight 1kg
صفائی اور بچت ایک ساتھ
KLINIT
Multi Action Power Magic
Detergent Powder
With Colour Guard
شاندار صفائی، اُجلی دھلائی
کم مقدار، زیادہ صفائی
منفرد اور دیرپا خوشبو
رنگوں کی حفاظت
کپڑوں کی حفاظت
جلد کی حفاظت

میرا با اعتماد انتخاب
A proud PAKISTANI brand
Net Weight 1kg
TWO IN ONE ACTION
Whiff
Detergent Powder
Cleans+Disinfects
Let your Clothes Smile!
LONG BAR
SUPER SAVING PACK
Whiff
DISHWASH BAR
شاندار صفائی
کم پیسے، زیادہ دھلائی
بھرپور جھاگ، داغوں کا صفایا
مہکتی خوشبو
JR Industries:
Shah House, Plot # A89-91, Dhani Bux,
Sector 51-A, Scheme 33, Karachi Pakistan
For Online Order
0304 706 1265
jri.com.pk

Vol: 35 Regd. No. C.P.L NO.114 No.18

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore